REGD NO P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

جلد ۸ | ۲۳ شہادت ۱۳۳۸ھش ۱۴ شوال ۱۳۷۸ھ ۲۳ اپریل ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کمر درد اور پاؤں میں انفکشن کی تکلیف کے باعث عرصہ سے ناسازچلی آرہی ہے۔ حضور انور کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی برسلسلہ تازہ برقی اطلاع منظہرہے کہ

"حضور کی طبیعت مکمل طور پر ابھی نہیں البتہ معمولی افاقہ ہے۔"

احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے اور پوری صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

ربوہ ۱۷ اپریل۔ آج بروز جمعۃ المبارک تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں جماعت احمدیہ کی چالیسویں مجلس مجلس مشاورت شروع ہوگئی۔ باوجود علالت و ناسازئ طبع حضور نے ہال میں تشریف لا کر اجتماعی دعا کے ساتھ مجلس مشاورت کا افتتاح فرمایا۔ اور نمائندگان شوریٰ سے مختصر لیکن پُر درد خطاب فرمایا۔ اجلاس میں تمام وقت تشریف فرما کر ضروری ہدایات و اہم ارشادات سے نوازا۔

قادیان ۲۱ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

مذہب سے بغاوت کے ہولناک انجام کا احساس

(از مکرم خواجہ عبد الرحمن صاحب ایم۔ اے لاہور)

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی انسانی زندگی کی غرض و غایت خدا تعالےٰ کے ساتھ رابطہ عبودیت قائم کرنا ہے۔ مخلوق اپنے خالق کے ساتھ رابطہ اور تعلق قائم کرنے کے لئے جو طریقہ اختیار کرتی ہے۔ وہ مذہب کہلاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ غرض اسی مذہب سے احسن طور پر حاصل ہو سکتی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے الہام اور وحی کی بنا پر قائم کیا گیا ہو۔ چنانچہ تمام مذاہب جو اس غرض و غایت کو بطریق احسن حاصل کرنے اور اس مقصد کو پانے کے مدعی ہیں۔ ان کا قیام الہامات الٰہی کی بنا پر اور الٰہی نوشتوں کے مطابق عمل میں لایا گیا ہے۔ مذہب کا سب سے بڑا فائدہ اور اہم مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و تقدیس اور بزرگی و برتری کے پیش نظر انسان کے احساسات و جذبات پر اس ذات باری کی عظمت و اہمیت کا تسلط اور رعب قائم ہو جاتا ہے۔ جو بسا اوقات اس کو نیکی پر قائم رہنے اور بدی سے بچنے کے لئے ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ انسان اپنے لئے مذہبی قواعد و ضوابط کو راہنما اور رضائے الٰہی کا موجب سمجھتا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے گناہ سے بچنا بھی ضروری خیال کرتا ہے مذہب کی اصطلاح میں ان اصولوں پر چلنا نیکی کہلاتا ہے۔ اور ان سے انحراف گناہ شمار ہوتا ہے۔ ان قواعد و ضوابط کے نفاذ سے جو انسانی ماحول پیدا ہوتا ہے وہی صحیح معنوں میں ترقی اور امن و سکون کا ماحول ہوتا ہے

گذشتہ نصف صدی میں اہل مغرب نے بہت کچھ مادی ترقی کی ہے۔ لیکن اس مادی ترقی کی پرواز میں انہوں نے مذہب کو عملاً پس پشت ڈال دیا ہے جس کا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مذہب کی جگہ لامذہبیت اور بے دینی نے لے لی ہے۔ تجربہ اس بات پر گواہ ہے کہ لامذہبیت اور بے دینی رفتہ رفتہ انسان کو ایسا آزاد بنا دیتی ہے۔ کہ مہذب انسانی سوسائیٹی کے اصول و قواعد جو اس کے لئے دائرہ انضباط ہیں۔ ان کا احترام بھی اس کے ذہن سے یکسر اُٹھ جاتا ہے۔ وہ جنگل کے قانونِ آزادی پر فریفتہ ہوتا جاتا ہے۔ اور شہری تمدن کی پابندیوں کو تنگ نظری پر محمول قرار دینے لگتا ہے۔ جب ادب و احترام اور اعزاز و تقدیس بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ تو نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ نیکی اور گناہ میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ یہی وہ ذہنیت ہے۔ جو موقع پا کر جنگل کے قانون پر عمل پیرا ہونے کا موجب بنتی ہے جس کا نتیجہ بے پناہ جرائم کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔

یورپ اور امریکہ کے مادیت پرست لوگوں نے اس مادر پدر آزادی کا خوب دل کھول کر تجربہ کر لیا ہے اور یہ تجربہ اس قدر تلخ ثابت ہوا ہے کہ محققین اور ماہرین اب صرف اس بیزاری پر ہی اکتفا نہیں کر رہے بلکہ اس کے استعمال کے لئے سفید آرا ہو رہے ہیں تحریر و تقریر کے ذریعہ اس کے بد نتائج کو واضح طور پر تشریح کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ کے ایک نامور ماہر نفسیات جرائم شناس۔ پال ڈی رووَر نے جو محکمہ جنسی جرائم کے موسس اور ڈائریکٹر ہیں "جنسی مجرم" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں جنسی جرائم کے اسباب و علل پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ اس میں انہوں نے ان جرائم کا سب سے بڑا سبب عزت و آبرو اور تحریم و تکریم نفس کا فقدان بیان کیا ہے۔ اس کا ایک اقتباس جو ملک کے مغربیت پسند نوجوانوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے درج ذیل ہے:-

"An attempt is made to reawaken or establish respect within the individual. Ther is a miserable loss of respect in the world to-day-loss of respect for God, for our parents, for authority as well as our fellow-men in general."
Page 262

ترجمہ۔ افراد کے اندر تعظیم کی از سر نو بیدار یا قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آج کی دنیا میں تعظیم کا نقدان انتہا درجہ افسوسناک ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کے لئے تعظیم کا فقدان ہے۔ والدین کے لئے حکام کے لئے بلکہ عمومی حیثیت سے ہر فرد بشر کے لئے یہی صورت حال درپیش ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کسی واجب التعظیم ہستی کا خوف یا احترام ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو اطاعت اور فرمانبرداری کی صحیح روح کو پیدا کرتی ہے۔ اور یہی روح وہ چیز ہے جو انسان کو بدی سے روکنے کے لئے ایک موثر روک کا کام کرتی ہے۔ اس روح کے بغیر انسان کسی پابندی کو خوشدلی کے ساتھ قبول نہیں کرتا۔ اس کی ایک مثال امریکہ میں امتناع شراب کا قانون ہے۔ جس کا نفاذ [illegible] پوری مخالفت کیا گیا۔ لیکن مذہبیت برگشتہ ہونیکی وجہ سے حکام کے لئے وہ تعظیم ہی باقی نہ رہی تھی۔ جو انسان خوش دلی کے ساتھ قانون کا احترام کراتی ہے اسلئے امتناع شراب کیلئے اس قانون کا خاطر خواہ نتیجہ نہ ہوا۔ قانون سے بچ بچا کر پوشیدہ شراب نوشی برابر جاری رہی لیکن جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حرمت خمر کے متعلق حکم نازل ہوا تو وہ حکم سنتے ہی مسلمانوں نے بلا توقف بغیر کسی پس وپیش کے اسی وقت شراب نوشی بالکل ترک کر دی۔ بلکہ شراب کے تمام ذخائر بھی فی الفور تلف کر دیئے۔ امریکہ میں حکومت کے جبر کے باوجود شراب بند نہ ہو سکی۔ لیکن عرب میں صرف شراب کی حرمت کے اعلان سے ہی شراب نوشی کو بالکل ترک کر دیا گیا۔ یہ ایک بالا ہستی کی تقدیس و احترام کی ہی کار فرمائی تھی۔

آگے چل کر فاضل مصنف نے مذکورہ بالا عیوب کے دور کرنے یعنی بداخلاقی اور بدچلنی کی بے راہ روی سے بچنے اور اس کے نتیجہ میں سرزد ہونے والے جرائم کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ مذہب کی ضرورت اور اہمیت کا ایک نہایت واضح اور کھلا اعتراف ہے دنیا میں جرائم کی غالب اکثریت جنسی بے راہ روی کا نتیجہ ہے۔ اس کا علاج لکھتے ہیں:-

"Every child should receive a religious education in order that he may learn to respect God and the laws of nature Truthfully, it may be said, that to-day perhaps more than ever before, there is need of proper riligious education and the sense of love and obedience that goes alongwith it." (Page 268)

یعنی ہر ایک بچہ کو کچھ مذہبی تعلیم پانا از بس ضروری ہے تاکہ وہ خدا تعالےٰ اور قدرتی قوانین کے آگے سر تسلیم خم کرنا سیکھ لے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کی ضرورت پہلے زمانوں کی نسبت آج بہت زیادہ ہے۔ ضرورت ہے مناسب مذہبی تعلیم کی اور جذبات احترام و اتباع کی جو اس تعلیم کا لازمی نتیجہ ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۵۹ء

ہمارا خدا

اخبار بدر کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں معراجِ نبویؐ کے وقت اللہ تبارک وتعالےٰ سے آسمان پر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے متعلق ایک آریہ سماجی اخبار کے ایڈیٹوریل بعنوان "اللہ میاں سے انٹرویو" میں مذکور اعتراض اور اُس کی حقیقت کا کسی قدر جائزہ لیا جاچکا ہے۔ جہاں تک معاصر مذکور کے اعتراض کا انداز بیان اور لیکچر اُس پر قائم کردہ عنوان کا تعلق ہے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی وجہ اسلام کی اصل تعلیم سے معترض کی ناواقفیت یا پھر اعتراض برائے اعتراض ہوگا۔ مگر کس قدر تعجب بلکہ افسوس کا مقام ہے کہ ایک اور شخص جو نہ صرف یہ کہ اپنے تئیں سادہ مسلمان قرار دیتا ہے۔ بلکہ اس زمانہ کے مامور اور مسیح موعود کی جماعت سے وابستگی کا بھی دم بھرتا ہے۔ محض خلافت احمدیہ سے قطع تعلق کے باعث اللہ تبارک وتعالےٰ کی ذات جلّ جلالہٗ کی نسبت اس منکر اسلام کی نسبت کہیں زیادہ ناواقفیت بلکہ قدر ناشناسی کا ثبوت دیتا ہے!!

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عرصہ پانچ چھ ماہ کا ہوا کہ ہیگ (ہالینڈ) کے ایک دوست نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی انگریزی تصنیف کیمونزم اینڈ ڈیموکریسی" کے مطالعہ کے بعد چند سوالات دریافت کئے۔ جن کے جوابات حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مرحمت فرمائے تھے۔ یہ سوالات اور ان کے جوابات اخبار بدر مجریہ ۴ دسمبر ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئے۔ اس ضمن میں سائل کے ایک سوال کے جواب میں آپ نے روس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پس جو لوگ ہمیں اپنے ملک میں تبلیغ ہی نہیں کرنے دیتے انہیں ہم دین کی باتیں کس طرح بتائیں ہاں خدا تعالےٰ اس ملک میں تبلیغ کا کوئی نہ کوئی رستہ ضرور کھول دے گا۔ چنانچہ مجھے رویاء میں بتایا گیا ہے کہ ایک دن روس میں بھی تبلیغ کے راستے کھل جائیں گے۔ خصوصاً ازبکستان کی طرف سے روس میں جانے کا رستہ ضرور کسی دن کھل جائے گا اور مجھے خدا تعالےٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہاں احمدیہ لٹریچر پڑھ کر ایک دو افراد احمدی بھی ہو چکے ہیں۔" (صفحہ کالم ۳)

یہ الفاظ ہیں دینی اور احمدی مرکز روس میں تبلیغ اسلام کے حق میں جہاں حضور کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں وہاں خدا تعالےٰ کی ذات پر حضور کے کامل توکل کے ساتھ ایک عظیم الشان بشارت کے بھی حامل ہیں جو ہر سچے مسلمان کے لئے قلبی مسرت کا موجب ہے۔ بلکہ اقتباس کا آخری حصہ تو اپنے اندر نمایاں پہلو رکھتا ہے۔ مگر افسوس کہ سرینگر (کشمیر) کے ایک غیر مبائع صحافی نے اسی روح پرور حقیقت پر اپنے اخبار میں نہایت بے باکی سے استہزاء کرتے ہوئے "سیمیں قہقہے" کے مستقل مزاحیہ کالم میں لکھا کہ:۔

"جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیانیہ روس میں تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مجھے خدا تعالےٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہاں احمدیہ لٹریچر پڑھ کر ایک دو افراد احمدی بھی ہو چکے ہیں (بدر قادیان ۴ دسمبر)"

بڑا دلچسپ خدا ہے جس نے اہم مسائل کو بالکل نظر انداز کرکے میاں صاحب کو روس میں صرف دو افراد کے احمدی ہونے کی اطلاع دی ہے۔ اللہ میاں نے یہ نہیں بتایا کہ خرشچیف کا انجام کیا ہوگا۔ مغربی جرمنی کا کیا بنے گا۔ مسئلہ کشمیر کونسی صورت اختیار کرے گا ایٹمک انرجی دنیا کو کہاں لے جائے گی۔ انسان چاند پر کب پہنچے گا۔ انہیں اگر فکر پڑی ہے تو روس میں دو آدمیوں کے احمدی ہونے کی، علامہ عزیز احمد صاحب کہاں ہیں آپ؟ دیکھئے تو سہی میاں صاحب اور اللہ میاں میں کس قسم کا انٹرویو ہو رہا ہے۔" (ہفتہ وار روشنی سرینگر ۷ دسمبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۲ کالم ۴)

اب ذرا دونوں اعتراضوں کا موازنہ کیجئے۔ آپ کو کچھ بھی فرق معلوم ہوتا ہے؟ پہلا اعتراض ایک کٹر آریہ سماجی کی طرف سے ہے اور تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ دوسرا اعتراض ایک ایسے شخص کے قلم سے نکلا ہے جو نہ صرف یہ کہ مسلمان کہلاتا ہے بلکہ اس زمانہ کے ماموریت سے اپنی وابستگی کا بھی دم بھرتا ہے۔ مگر دین اسلام کے بنیادی عقائد و تعلیمات سے اس کی بیگانگی اور گستاخی کا یہ عالم ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت باری تعالےٰ کے آداب کی ہمہ حدود ہی پھاند گیا۔

اس کم علم معترض کو اس بات کا بھی علم نہیں کہ کوئی ملہم یا خواب بین اپنی خواہش اور تمنا کے مطابق کوئی الہام یا خواب نہیں بنالیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ۔
(اعراف ع ۲۴)

(اور جب تو ان کے پاس کوئی نشان نہیں لاتا اور تازہ نشان میں کچھ وقفہ پڑ جاتا ہے تو کہتے ہیں تو کیوں نہیں کوئی بات اپنی طرف سے بنا لیتا۔ فرمایا تو ان سے کہہ دے کہ میں تو اپنے رب کی وحی کا تابع ہوں (جب وہ مجھے کوئی خبر بتا دیتا ہے میں تم لوگوں کو بھی سنا دیتا ہوں)۔

افسوس صد افسوس کہ اگر اس نام نہاد احمدی نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب کا بغور مطالعہ کیا ہوتا اور آپؑ کے الہامات پر نظر کی ہوتی۔ تو اُسے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کی محولہ بالا عبارت میں چنداں قابل اعتراض بات نظر نہ آتی بلکہ اس میں مذکورہ بشارت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور الہام

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

کا تائیدی حصہ قرار دیتا اور وسیع قدرتوں والے خدا کی ذات پر اس قدر سوء ظنی سے بچتا جو بعض اوقات بظاہر معمولی اور چھوٹے اور غیر مرئی اسباب کو بڑے بڑے انقلاب کا باعث بنا دیتا ہے۔ اسی طرح جن باتوں کی طرف معین طور پر معترض نے اشارہ کیا ہے ان کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خود حضرت اقدس کے رویاء و کشوف میں واضح اشارات موجود ہیں۔ مگر اس کے لئے بھی تو بصیرت کی نگاہ چاہیئے۔

معترض نے بڑے طمطراق سے خرشچیف کا انجام دریافت کیا ہے۔ حالانکہ اگر اس کے دل میں کچھ بھی خوف خدا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ خرشچیف تو اب آیا ہے آج سے ایک عرصہ پہلے یعنی پارٹیشن سے بھی پہلے اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو سٹالن کا انجام بتا دیا تھا۔ اور وہ اُس وقت اخبارات میں بھی چھپ گیا (دیکھیں روزنامہ الفضل قادیان بابت یکم ستمبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۱ کالم ۲ و صفحہ ۲ کالم ۱) اس کے مطابق سٹالن اپنے انجام کو پہنچا۔ پس وہ شخص جو بہمی اعتبار سے گویا خرشچیف کا باپ تھا اس کے انجام کی نسبت خدا تعالےٰ نے کئے اس پیارے کی بات پوری ہوئی۔ تو کیا یہ کچھ کم اہم خبر ہے۔ اور پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ معترضین کی مستفسرہ باتوں کے جواب میں اگر خدا تعالےٰ کوئی خبر دے دے اور وہ بھی پہلی خبروں کی طرح پوری ہو جائے تو یہ لوگ ضرور ہی ایمان لے آئیں گے؟

قرآن کریم نے اس قسم کے تمام اعتراضات کے نہایت مشرح و مبسوط جواب دیئے ہیں۔ جن کے اعادہ کی اس جگہ ضرورت نہیں البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے اور قبل از وقت ان کو امور غیبیہ سے اطلاع دیتا ہے مگر انہیں امور کے بارہ میں جن کی نسبت اُس کی حکمت کاملہ تقاضا کرتی ہے۔ اللہ سچ تو یہ ہے کہ ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

ـــــ

"یہ کشتِ احمدیت گل بداماں ہوتی جاتی ہے"

از محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ۔ ربوہ

جماعت اب فراواں سے فراواں ہوتی جاتی ہے
کہ شمع حق فروزاں و درخشاں ہوتی جاتی ہے

جماعت کی ترقی دیکھ کر احباب شاداں ہیں
مگر جمعیت اعداء ہراساں ہوتی جاتی ہے

مصائب کی گھٹا سر پر ہمارے چھائی رہتی تھی
دعاؤں سے ہی اب ابرِ نیساں ہوتی جاتی ہے

سفر درپیش ہے لمبا مگر ہے زادِ راہ تھوڑا
طبیعت اس تصور سے پریشاں ہوتی جاتی ہے

اگر مریخ تک پیغام پہنچا اور لوٹ آیا!
حدیثِ نیزخوں آلود بے جاں ہوتی جاتی ہے

طبیعت کی روانی مثل دریا تھی رواں گاہے
وہ اب اشکوں کی صورت ڈھل کے پنہاں ہوتی جاتی ہے

نہ گھبراؤ مرے پیارو کہ یہ ربوہ کی بستی بھی
خدا کے فضل سے اب قادیاں ساں ہوتی جاتی ہے

خلش کانٹوں کی لذت دے رہی تھی اور اب اکملؔ
یہ کشتِ احمدیت گل بداماں ہوتی جاتی ہے

مجلس انصار اللہ کراچی کے پہلے سالانہ اجتماع منعقدہ ۸ رمارچ ۱۹۵۹ء کے موقعہ پر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام

مجلس انصار اللہ کراچی نے مورخہ ۷ اور ۸ رمارچ ۱۹۵۹ء کو اپنا پہلا سالانہ اجتماع حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قیام کراچی کے دوران صدر انجمن احمدیہ کی ملکیتی عمارت دارالصدر میں منعقد کیا تاکہ جہاں حضور کی موجودگی سے برکت حاصل کی جائے وہاں اس موقعہ پر حضور کے کلمات طیبات سے بھی استفادہ کیا جائے۔ چونکہ حضور ان دنوں بعارضہ نقرس بیمار تھے اس لئے حضور اجلاس میں تشریف نہ لا سکے۔ تاہم جماعت کی خواہش پر حضور نے انصار اللہ کراچی کو اپنا ایک پیغام مرحمت فرمایا جو ٹیپ ریکارڈر پر ریکارڈ کیا گیا اور مورخہ ۷ رمارچ کو اجتماع میں سنایا گیا۔
ذیل میں حضور کا یہ پیغام روزنامہ الفضل ۱۲/۴/۵۹ سے نقل کر کے احباب جماعت کے استفادہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اے احباب کراچی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

چونکہ میں اس دورہ میں

بیماری سے دوچار رہا ہوں

اس لئے یہاں کراچی آ کر مجھے یہ موقعہ نہیں ملا کہ میں آپ لوگوں سے ملوں۔ یا آپ لوگوں کو اپنے سے ملنے کا موقعہ دوں۔ دوستوں نے خواہش کی ہے کہ میں ٹیپ ریکارڈر پر کچھ الفاظ کہہ دوں اور وہ آپ کو سنا دیئے جائیں۔

سب سے پہلے میں آپ سے معذرت کرتا ہوں کہ کراچی میں آنے کے باوجود آپ کو وہ موقعہ نہیں ملا جو میزبان کو اپنے مہمان سے ملنے ملانے کا ملتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے

کہ ایک تو میں پہلے ہی بیمار تھا۔ پھر بشیر آباد سے واپسی پر مجھے کار کا ایک حادثہ پیش آیا جس کی خبر الفضل میں چھپ چکی ہے اس حادثہ سے پہلے تو یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ بس اب خاتمہ ہی ہے۔ جو دوست میرے پیچھے آ رہے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ جب یکدم آپ کی موٹر گری تو ہمارا دل دہل گیا۔ کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ مگر جب آپ کار سے باہر نکلے تو آپ کو دیکھ کر ہمیں تسلی ہو گئی۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے صحیح وسلامت ہیں۔ پہلے خیال تھا کہ نخاع کٹ گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹروں نے دیکھنے کے بعد بتایا کہ ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے لیکن میں کار سے باہر نکلا اور سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔

ناصر آباد جا کر میرے دائیں پاؤں پر

نقرس کا شدید حملہ ہوا

لیکن علاج کی وجہ سے جلدی افاقہ ہو گیا۔ پہلے دن تو چارپائی کے ساتھ ہی پاٹ رکھنا پڑا تھا لیکن دوسرے تیسرے دن میں دوسرے کمرہ میں پاٹ کے پاس چلا جاتا تھا۔ پھر ایک دن ہم باغ میں سیر کے لئے بھی گئے۔ لیکن جب ہم محمود آباد گئے۔ تو چونکہ وہاں کی آب وہوا میں رطوبت زیادہ تھی۔ اس لئے وہاں مجھ پر نقرس کا دوبارہ حملہ ہوا جو برابر ریل میں بھی کراچی پہنچنے تک جاری رہا۔ یہاں پہنچ کر باوجود اسکے کہ جماعت کے ڈاکٹروں اور شہر کے دوسرے چوٹی کے ڈاکٹروں سے علاج کرایا گیا۔ ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اور اس وقت تک برابر اتنا درد ہے کہ میں نہ تو رات کو سو سکتا ہوں۔ اور نہ دن کو آرام سے لیٹ سکتا ہوں اس لئے میں مجبور ہوں کہ آپ سے مل نہیں سکا۔ اور اسی طرح میں نے آپ کے دل کو رنج پہنچایا ہے امید ہے کہ آپ لوگ اس کا ازالہ دعا سے کریں گے۔ کیونکہ

ہمارا اصل معالج خدا تعالیٰ ہی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:-
واذا مرضت فھو یشفین
کہ جب میں اپنی بیوقوفیوں کی وجہ سے بیمار ہوتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے شفا دیتا ہے۔ تو حقیقت یہی ہے کہ بیماریاں ہماری اپنی بیوقوفی سے آتی ہیں۔ لیکن شفا خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ ورنہ ڈاکٹر دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ اور انہیں پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ کیا بیماری ہے۔ مجھے بھی کل یہاں کے ایک چوٹی کے ڈاکٹر نے جن کی یورپ میں بھی شہرت ہے کہا ہم آپکی مرض کا خاطر خواہ علاج نہیں کر سکتے۔ کیونکہ عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کا جسم بیماری کا مقابلہ نہیں کرتا۔ حالانکہ عمر کی زیادتی محض انسانی کم عقلی کا بہانہ ہے۔ ورنہ ایک دفعہ گجرات کا ایک شخص میری بیعت کرنے کے لئے آیا۔ تو اس نے مجھے بتایا کہ اس وقت میری عمر ۱۱۸ سال کی ہے۔ اور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں جوان تھا۔ تو انسان اپنی کوتاہی کی وجہ سے بہانے بناتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ حکیموں اور ڈاکٹروں کو عقل دے تو انہیں علاج سوجھ جاتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ انہیں عقل نہ دے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا کام تو محض قارورہ سونگھنا ہے ورنہ

علاج تو اللہ تعالیٰ ہی سمجھاتا ہے

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ سرگودھا کا ایک رئیس میرے پاس آیا۔ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا رئیس سمجھتا تھا۔ میں نے اسے بیماری کا معمولی سا علاج بتایا۔ تو اس نے بُرا منایا اور سمجھا کہ گویا میں نے اس کی ہتک کی ہے۔ پھر وہ غصہ سے کہنے لگا۔ کہ آخر آپ لوگ پیشاب ہی سونگھنے والے ہیں۔ تو حقیقت یہی ہے۔ کہ طبیب حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ علم طب محض ظنی ہے۔ اور طبیب کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ مرض کیا ہے۔ وہ محض تُکّہ مارتا ہے۔ جو بعض اوقات صحیح بھی ہو جاتی ہے میرا علاج وہی ہو رہا ہے جو جوانی کی عمر میں ہوتا تھا۔ اور اس سے فائدہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب اس علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ کل ہی مجھ سے ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ یہ عمر کا تقاضا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ایک شخص بیعت کے لئے میرے پاس قادیان آیا۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ اس کی عمر ۱۱۸ سال کی ہے۔ اور وہ لاہور سے پیدل چل کر آیا ہے۔ اور قادیان لاہور سے قریباً ۷۰ میل دور تھا۔ پس اگر خدا تعالیٰ طاقت دے اور

وہ بڑی قدرتوں کا مالک ہے

تو ۱۱۸ سال کی عمر کا آدمی بھی ۷۰ میل چل لیتا ہے میرا تو ابھی سترھواں سال شروع ہوا ہے اور میں اس کے شروع میں اتنا کمزور ہو گیا ہوں کہ اس کی کوئی حد نہیں۔ جب میں پڑھتا ہوں یا سنتا ہوں۔ کہ میرے زمانہ میں اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا ہے۔ تو میں شرمندہ ہو کر خدا تعالیٰ سے کہتا ہوں کہ یہ محض ان کی حسن ظنی ہے، ورنہ حق یہ ہے کہ میں وہ فرض پورا نہیں کر سکا جو تو نے میرے سپرد کیا تھا اگر میں وہ فرض پورا کر لیتا تو اب تک

اسلام دنیا کے کناروں تک پھیل چکا ہوتا

یہ میری غفلت اور کوتاہیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ ابھی دنیا کے صرف چند ملکوں میں ہی تبلیغ ہوئی ہے۔ میں ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ہوا تھا۔ لیکن تحریک جدید جس کے ماتحت مبلغین باہر جاتے ہیں۔ اس کی ابتداء ۱۹۳۴ء میں ہوئی گویا میں نے ۲۰ سال غفلت میں گذار دیئے یعنی ۲۰ سال بعد جا کر کہیں مجھے ہوش آئی کہ ابھی بہت کام باقی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس عرصہ میں یورپ اور دیگر ممالک میں مساجد تعمیر کی گئیں۔ جماعتیں قائم ہوئیں۔ اور بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ لیکن اگر یہ تحریک ۲۰ سال قبل شروع کی جاتی تو شاید مسجدوں کی تعداد اور بھی بڑھ جاتی۔ بہر حال میں جماعت کو انکی اس تکلیف کی وجہ سے جو ہمدردی کرتے ہوئے جزاکم اللہ کہتا ہوں۔ ایک خدمت ایسی ہوتی ہے۔ کہ باتیں کرنے یا سننے سے اس کا کسی قدر بدلہ خدمت کرنے والے کو مل جاتا ہے لیکن آپ کو

ایسی خدمت کی توفیق ملی ہے

جو بغیر معاوضہ کے تھی۔ میں ابھی تک اس کا کوئی معاوضہ نہیں دے سکا۔ شاید اللہ تعالیٰ فضل کرے اور آپ کو اس خدمت کا بدلہ قیامت کے دن مل جائے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس خدمت کا بدلہ دے اور ادھر مجھے صحت اور اسلام کی خدمت کی توفیق دے کہ میں اور آپ سب اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔ کہ میں اور آپ سب اسلام کی ترقی اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں قادیان بھی دے۔ ہم اپنی زندگی میں قادیان جائیں۔ اور ہم میں سے جو لوگ مستحق ہیں ان کو اللہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں جگہ دے۔

خدا تعالیٰ کا قرب

تو ہمیں ہر جگہ نصیب ہے اینما تولوا فثم وجہ اللہ جہاں بھی جائیں خدا تعالیٰ موجود ہے لیکن خدا تعالیٰ کو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دیکھا ہے۔ اسلئے ہمارا دل تڑپتا ہے کہ جہاں ہمیں خدا تعالیٰ کا ظاہری قرب نصیب ہے وہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظاہری قرب بھی نصیب ہو۔ آپ کا قرب باطنی تو ہر ایمان والے کو حاصل ہے۔ لیکن قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے کو آپ کا ظاہری قرب بھی مل جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

ظاہری اور باطنی دونوں قرب عطا فرمائے

اور پھر صرف ہمیں ہی عطا نہ فرمائے بلکہ دنیا کے سب لوگوں کو عطا فرمائے۔ کیونکہ سب لوگ ہمارے دادا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور ایک دادا کی اولاد میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعتی اتحاد کی قدروقیمت کو پہچانو

بسم اللہ کی جہری یا خفی قرآۃ

ایسے مسائل میں جماعت احمدیہ کا حکیمانہ مسلک

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی

غالباً ڈیڑھ یا دو ماہ کا عرصہ ہوا ہو گا کہ مجھ سے محترم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے (جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی عدم موجودگی میں مسجد مبارک ربوہ میں امام الصلوٰۃ ہوا کرتے ہیں) کہا کہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جہری قرآۃ والی نمازوں میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھی جہری رنگ میں پڑھنا چاہیئے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کیا طریق تھا؟ میں نے کہا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مرحوم جو اپنی وفات (یعنی ۱۹۰۵ء) تک قادیان کی مسجد مبارک میں امام الصلوٰۃ ہوا کرتے تھے۔ وہ تو ہر جہری قرآۃ والی نماز (یعنی فجر اور مغرب اور عشاء) میں لازماً بسم اللہ بھی جہری پڑھا کرتے تھے مگر ان کی وفات کے بعد جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ امام الصلوٰۃ بنے (دراصل حضرت مسیح موعودؑ نے شروع میں حضرت خلیفہ اول رضؓ کو ہی امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا تھا مگر انہوں نے خود حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کر کے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کو امام مقرر کروایا تھا) تو آپ ہمیشہ بسم اللہ کو خفی رنگ میں پڑھتے تھے۔ اور جہری قرآۃ صرف الحمد للہ سے شروع فرماتے تھے۔ اور یہی طریق ابتداء سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بھی رہا ہے۔ آپ بھی جہری قرآۃ الحمد للہ سے شروع فرماتے ہیں شمس صاحب نے کہا کہ اگر بسم اللہ جہری طور پر پڑھیں تو کیا اس میں کوئی ہرج تو نہیں؟ میں نے کہا فتوےٰ دینا تو میرا کام نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ دونوں طریق اپنے اپنے وقتوں میں رائج رہے ہیں اس لئے اگر آپ بسم اللہ جہری پڑھنا چاہیں تو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

اس کے بعد میں نے اس معاملہ پر مزید جستجو شروع کی تو مجھے محترم حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے بتایا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات کے بعد جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھانی شروع کی اور جہری قرآۃ الحمد للہ سے شروع فرمائی۔ تو اس پر بعض سیالکوٹی احباب میں چہ میگوئی ہوئی۔ کہ بسم اللہ کی جہری قرآۃ کیوں ترک کی گئی ہے؟ جب یہ بات حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تک پہنچی (یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی بات ہے) تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ مجھے چونکہ بسم اللہ کے جہری پڑھے جانے کے متعلق کوئی پختہ حدیث نہیں ملی اس لئے میں الحمد للہ سے ہی جہری قرآۃ شروع کرتا ہوں۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے زمانہ میں بھی یہی طریق رائج نظر آتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

اس کے بعد میں نے محترم حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سے دریافت کیا کہ ان کو اس بارے میں کیا یاد ہے؟ مولوی صاحب ممدوح نے مجھے ایک نوٹ لکھ کر بھجوایا۔ جس میں لکھا کہ جب میں پہلی دفعہ قادیان گیا تھا۔ تو ایک دفعہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ میں جہری قرآۃ والی نمازوں میں بسم اللہ خفی رنگ میں پڑھتا ہوں۔ مگر مولوی عبد الکریم صاحب جہری طور پر پڑھتے ہیں؟ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما کر خاموش ہو گئے کہ:۔

"ایسے اختلاف صحابہ کرام میں
بھی پائے جاتے تھے"

حضرت مولوی راجیکی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی اقتداء میں نمازیں پڑھ کر اپنے وطن واپس گیا۔ اور مجھے ایک دن وہاں امام بننے کا اتفاق ہوا۔ تو میں نے بھی قادیان کی اتباع میں جہری قرآۃ والی نماز میں بسم اللہ کو جہری طور پر پڑھا۔ اس پر بعض لوگوں نے تکرار کی کہ یہ کیا بدعت شروع کی گئی ہے؟ میں نے ان معترضین سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں کے نزدیک ائمہ اربعہ جیسے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کا طریق درست تھا یا نہیں؟

. . . .

. . . سب نے کہا بے شک درست تھا۔ میں نے کہا تو پھر ان اماموں میں بسم اللہ کو اونچی آواز میں پڑھنے والے بھی ہیں اور آہستہ پڑھنے والے بھی تو پھر اعتراض کیسا؟

خیر یہ تو ایک روایتی بات تھی۔ کہ جماعت احمدیہ میں بسم اللہ کی جہری یا خفی قرآۃ کے متعلق دونوں قسم کے طریق پائے جاتے ہیں۔ لیکن اصل امر جس کی طرف میں اس جگہ احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جواب ہے کہ

"ایسے اختلاف صحابہ کرام میں
بھی پائے جاتے تھے"

حضرت مسیح موعودؑ کے اس نہایت مختصر اور بالکل سادہ سے جواب میں جماعت احمدیہ کا وہ وسیع اور حکیمانہ مسلک مضمر ہے جس پر حضرت مسیح موعود اس قسم کے جزئی مسائل میں جماعت کو قائم فرمانا چاہتے تھے غیر احمدیت سے آئے ہوئے احمدی احباب اور خصوصاً عمر رسیدہ اصحاب جانتے ہیں کہ اس قسم کے عام فقہی مسائل میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں کتنا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ اختلاف ایسی شدت اختیار کر جاتا رہا ہے کہ مسجدوں میں تو تو میں میں سے گذر کر ہاتھا پائی تک نوبت پہنچتی رہی ہے اور نماز پڑھتے ہوئے لاکھوں کو اس قسم کے فروعی اختلافوں کی بناء پر مسجدوں سے باہر نکال دیا جاتا رہا ہے۔ اور اس خیال سے کہ آمین بالجہر کہنے یا رفع یدین کرنے سے نعوذ باللہ مسجد ناپاک ہو گئی ہے۔ اس کو پانی سے مل مل کر دھویا جاتا رہا ہے۔ اس قسم کے نظارے آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے اتنے عام تھے کہ مسلمانوں کی مسجدیں دوسروں کی ہنسی کا نشانہ بن کر رہ گئی تھیں۔ بلکہ اب بھی کبھی کبھی ایسے جزئی اختلافات کی ناگوار صدائے بازگشت اٹھتی رہتی ہے اور اچھے اچھے متدین نظر آنے والے لوگ ان ناگوار اختلافات کو ہوا دینے لگ جاتے ہیں۔

لیکن احمدیت ان معاملات میں بھی خدائی رحمت کا پیغام بن کر آئی ہے۔ اور اس قسم کے جزئی اختلافات کو یکسر مٹا کر عبادت گاہوں کو برکت و رحمت کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں دیکھا اور بار بار دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا اور بار بار سنا ہے۔ کہ ہماری مسجدوں میں (قادیان اور ربوہ دونوں میں) ایک شخص آمین بالجہر کہہ رہا ہے تو اس کے پاس کا نمازی بظاہر خاموش کھڑا ہے اور دل میں آہستہ سے آمین کہنے پر اکتفا کرتا ہے۔ بلکہ میں نے اپنی مسجدوں میں بعض نظارے رفع یدین کے بھی دیکھے ہیں حالانکہ اکثر احمدی رفع یدین نہیں کرتے اور بسم اللہ کی جہری اور خفی قرآۃ کا ذکر تو اسی نوٹ میں اوپر گذر چکا ہے کہ کس طرح خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں ایک صاحب جب امام الصلوٰۃ بنتے تھے تو بسم اللہ بالجہر پڑھتے تھے۔ تو دوسرے صاحب اپنی جہری قرآۃ الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ خاموشی کے ساتھ دونوں کا طریق ملاحظہ فرماتے تھے۔ اور کسی کو ٹوکتے نہیں تھے۔ بلکہ جب حضور کے سامنے یہ اختلاف پیش کیا گیا تو اس کے سوا کچھ نہیں فرمایا کہ:۔

"ایسے اختلاف صحابہ کرام میں
بھی پائے جاتے تھے"

اللہ اللہ یہ خدائی رحمت اور اسلامی رواداری کی کتنی شاندار مثال ہے جو احمدیت نے پیش کی ہے کہ حدیث نبوی اختلاف امتی رحمۃ کا ایک بہت دلکش منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے بے شک جماعت احمدیہ نے بھی دوسرے مسلمانوں سے اختلاف کیا ہے۔ مگر یہ اختلاف اصولی نوعیت کا ہے اور اہم مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔ مثلاً جہاں آجکل کے اکثر مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی والہام کا دروازہ بند قرار دیتے ہیں۔ وہاں احمدیت نہ صرف اس کا دروازہ کھولتی ہے بلکہ اسے اسلام کی زندگی کا بین ثبوت مانتی ہے۔ اسی طرح جہاں غیر احمدی مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آج تک آسمان پر زندہ مانتے ہیں وہاں جماعت احمدیہ نہ صرف مسیح ناصری کو فوت شدہ قرار دیتی ہے بلکہ اس عقیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نعوذ باللہ موجب ہتک سمجھتی ہے۔ کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو جو اسرائیلی سلسلہ کے نبی تھے آسمان سے نازل کیا جائے حالانکہ سرور کائنات (فداہ نفسی) زمین کی گہرائیوں میں مدفون ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں کہ:۔

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سلایا
مسیحا کو فلک پہ ہے بٹھایا
یہ توہین کر کے پھل ایسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

اسی طرح جہاں احمدیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سچے دل اور کامل یقین کے ساتھ خاتم النبیین یقین کرتی ہے وہاں وہ اس بات پر بھی ایمان لاتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ظلی اور تابع اور غیر تشریعی نبوت کا دروازہ کھلا ہے تاکہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا کمال ثابت ہو اور دوسری طرف اسلام کی خدمت اور اشاعت کے سلئے روحانی مصلحوں کی آمد کے سلسلہ میں بھی کوئی روک نہ ہونے پائے اس کے مقابل پر اس زمانہ کے دوسرے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور رسالت کے سلسلہ کو من کل الوجوہ مسدود قرار دیکر اس عظیم الشان نہر کے آگے بند لگانا چاہتے ہیں جسے خدائے عرش نے الکوثر کے نام سے یاد کیا ہے۔ پس کجا اس قسم کے اہم اور اصولی اختلافات جن پر اس زمانہ میں گویا اسلام کی زندگی اور موت کا دار و مدار ہے اور کجا مسجدوں میں رفع یدین اور آمین بالجہر کے ناگوار جھگڑے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

بالآخر میں اپنے عزیز بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ گذر گیا اور حضور کے صحابہ میں سے بھی اکثر خدا کے حضور پہنچ گئے۔ اب تعداد کے لحاظ سے کثرت اور تربیت کے لحاظ سے من حیث الجماعت کمزوری کا زمانہ آرہا ہے۔ بے شک خدا کے فضل سے احمدیت کے آسمان پر نئے نئے خیا اور نئے نئے ستارے قیامت تک چمکتے رہیں گے اور افراد کے لحاظ سے ان میں سے بعض پہلوؤں سے بھی آگے نکل سکتے ہیں اور انشاء اللہ نکلیں گے مگر وہ کہکشاں کا سا منظر جب کہ ستاروں کی کثرت سے گویا آسمان ڈھک جاتا ہے۔ اس کی امید اب کسی آئندہ مامور مصلح سے پہلے کم نظر آتی ہے۔ واللہ اعلم۔ پس دوست اس نصیحت کو یاد رکھیں اور کبھی نہ بھولیں کہ جماعت کا اتحاد بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے۔ اسے چھوٹی چھوٹی سی باتوں میں الجھ کر کبھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ کئی باتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں اسلام از خود لوگوں کے ذاتی حالات اور ذاتی مذاق کا خیال رکھتے ہوئے مختلف اور متغایر طریقے اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ پس ان میں تو اختلاف کا سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

اور کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں کچھ جائز اختلاف کی گنجائش تو بے شک ہوتی ہے مگر یہ باتیں ایسی اہم نہیں ہوتیں کہ ان کی وجہ سے جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈال جائے بلکہ ایک کم اہم صداقت کو قربان کرکے بھی اتحاد جیسی اہم نعمت کو قائم رکھنا پڑتا ہے یہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اور اسی قربانی کی روح پر صحابہ کرام کا عمل تھا پس اب جبکہ رمضان کے مبارک مہینہ کا آخری حصہ گذر رہا ہے میں دوستوں کی خدمت میں بڑی محبت اور بڑے ادب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آئندہ کے لئے خدا کے حضور پختہ عہد کریں کہ وہ ہمیشہ جماعت کے اتحاد کو قائم رکھیں گے اور کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں اختلاف نہیں کریں گے۔ اور اگر خدا نخواستہ کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہوگا تو اسے فوراً بھائیوں کی طرح آپس میں بیٹھ کر یا اپنے مقامی امیر یا کسی دوسرے غیر جانبدار عقلمند ہمدرد ثالث کے ذریعہ فیصلہ کرا کے یا مرکز کی طرف رجوع کرکے (کیونکہ جماعتی اتحاد کا مرکزی نقطہ جماعت کا صدر مقام اور خلیفہ وقت کا وجود ہی ہیں) اپنے اختلاف کو فوراً دور کر لیں گے اور اسے کسی صورت میں بڑھنے نہیں دیں گے۔ دیکھو قرآن مجید کس محبت اور کس درد مند رنگ میں فرماتا ہے کہ:

واعتصموا بحبل اللہ
جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا
نعمت اللہ علیکم اذ کنتم
اعداءً فالف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا
. . . . واطیعوا اللہ ورسولہ
ولا تنازعوا فتفشلوا و
تذھب ریحکم۔

"یعنی اے مومنو خدا کی رسی (یعنی اپنے امام کے دامن اور جماعت کے اتحاد) کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا ہونے دو اور خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم کس طرح ایمان لانے سے پہلے آپس میں دشمن تھے مگر خدا نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے . . . . پس اپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے لگنے کی بجائے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا مسلک بناؤ اور ہرگز آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ یاد رکھو کہ تمہارا قدم پھسل جائے گا اور تمہارے اتحاد کی روح ضائع ہو جائے گی اور تمہارا رعب مٹ جائے گا۔"

کیا جماعت کے مخلصین خدا کی اس آواز پر لبیک کہیں گے؟ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ ۳۰ مارچ ۱۹۵۹ء

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق فطرت کی آواز

ایک امریکن سائنس دان کی لطیف شہادت

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

میں نے اپنی کتاب "ہمارا خدا" میں خدا کے فضل سے ہستی باری تعالےٰ کے متعلق کئی قسم کے عقلی دلائل جمع کرکے اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت درج کیا ہے۔ ان میں سے بعض دلائل فطرت انسانی کی آواز سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بعض کائنات عالم کی شہادت کی بنا پر ہیں۔ اور بعض نیکی بدی کے شعور پر مبنی ہیں۔ اور بعض خدا کی تقدیر عامہ کی دلیل سے وابستہ ہیں اور بعض بعض دوسرے معاملات سے تعلق رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ میری یہ کتاب خدا کے فضل سے کافی مقبول ہوئی اور بہت سے نوجوانوں اور خصوصاً کالجوں کے طلبہ نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس تعلق میں مجھے محترم میاں عطاء اللہ صاحب امیر جماعت راولپنڈی نے ایک حوالہ بھجوایا ہے جس میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ایک امریکن سائنس دان کی شہادت درج ہے جو بعینہٖ اسی نوعیت کی ہے جو میں نے اپنی کتاب "ہمارا خدا" میں نظام عالم کی دلیل کے ماتحت ایک بدوی عرب کے قول کی بنا پر لکھی ہے۔ میں ان دونوں کو ذیل میں درج کرتا ہوں تا ناظرین یہ اندازہ کر سکیں کہ کس طرح دنیا بھر کے صحیح الفطرت لوگوں کا دماغ جو ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس معاملہ میں ایک لائن پر کام کرتا چلا آیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ہمارا خدا میں لکھا تھا کہ:

"میرے سامنے اس وقت ایک عرب بدوی کا قول ہے جس سے کسی نے پوچھا تھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے۔ اس نے بے ساختہ جواب دیا کہ:

البعرۃ تدل علی البعیر
واثر القدم علی السفیر
فالسماء ذات البروج
والارض ذات الفجاج اما
تدل علی قدیر

یعنی جب کوئی شخص جنگل میں سے گذرتا ہوا ایک اونٹ کی مینگنی دیکھتا ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس جگہ سے کسی اونٹ کا گذر ہوا ہے اور جب وہ صحرا کی ریت پر کسی آدمی کے پاؤں کے نشان پاتا ہے تو وہ یقین کر لیتا ہے کہ یہاں سے کوئی مسافر گذرا ہے۔ تو کیا تمہیں یہ زمین مع اپنے سورج اور چاند اور ستاروں کے دیکھ کر اس طرف خیال نہیں جاتا کہ ان کا بھی کوئی بنانے والا ہوگا؟

اللہ اللہ! کیا ہی سچا اور کیا ہی تصنع سے خالی مگر دانائی سے پر یہ کلام ہے جو اس ریگستان کے ناخواندہ فرزند کے منہ سے نکلا۔" (ہمارا خدا زیر بحث کائنات خلق کی دلیل)

اب اس کے مقابل پر ناظرین پروفیسر ایڈون کانکلن پرنسٹن یونیورسٹی کا قول ملاحظہ کریں جو امریکہ کے مشہور رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ بابت ماہ مئی ۱۹۵۸ء کے صفحہ ۷۲ پر چھپا ہے اور اخبار ٹائمز سنڈے سے نقل کیا گیا ہے۔ پروفیسر صاحب ایک بہت مشہور سائنسدان اور جدید آثار خلق کے مضمون کے ماہر سمجھے جاتے ہیں فرماتے ہیں:

"یہ خیال کہ زندگی کا آغاز محض کسی اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں ہوا ہے بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ لغت کی ایک مکمل کتاب کسی چھاپہ خانہ کے اتفاقی دھماکے کے نتیجہ میں خود بخود چھپ گئی تھی۔"

ناظرین ملاحظہ کریں کہ کس طرح عرب کے قدیم ناخواندہ بدوی اور امریکہ کے جدید تعلیم یافتہ سائنسدان پروفیسر اس معاملہ میں بعینہٖ ایک رستہ پر گامزن ہوئے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد وہ قرآن مجید کی اس آیت پر نظر ڈالیں جہاں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:

فی انفسکم افلا تبصرون

"یعنی اے مشرق و مغرب کے لوگو تم سب ہمارے ہاتھ کی پیدائش ہو۔ پس اپنی فطرت پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ کیا ان میں خدا کی ہستی کے نشان نظر نہیں آرہے؟"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منکرین خدا کے متعلق خدا کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا

پس اس سے زیادہ اس مختصر نوٹ میں اور کیا کہا جائے۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ ۹ مارچ ۱۹۵۹ء

سپین میں تبلیغ اسلام!

متعدد اصحاب کی مشن ہاؤس میں آمد۔ ملاقاتوں اور لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ اسلام

احمدیہ مشن سپین کی رپورٹ بابت ماہ فروری ۱۹۵۹ء

(از مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر۔ مبلغ سپین۔)

چلی کے قونصل صاحب کو تبلیغ احمدیت

Sr. D. carlos sander

چلی کے قونصل ہیں جو یہاں کے ایک اہم اور مشہور اخبار کے نامہ نگار بھی ہیں۔ ان کے قونصل نامزد ہونے پر خاکسار نے انہیں مبارکباد کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے جواب میں مجھ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ وقت مقرر کر کے خاکسار نے ان سے ملاقات کی۔ انہیں احمدیت اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے شوق سے اسلام کا اقتصادی نظام اور اسلامی اصول کی فلاسفی مطالعہ کے لئے حاصل کی۔

مشن ہاؤس میں ملاقاتیوں کی آمد

اس ماہ ہر ہفتہ، اتوار کے روز آٹھ دس افراد آتے رہے۔ اور گہری دلچسپی سے اسلام کی تبلیغ کو سنا۔ بعض ان میں سے اسلام کی فلاسفی، اور اسلام کا اقتصادی نظام مطالعہ کے لئے لے گئے۔ انگریزی میں "مسیح کشمیر میں" ٹریکٹ بھی تقسیم کیا۔ اگرچہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ ہسپانوی لوگوں کو غیر زبانوں میں لٹریچر دیا جائے۔ مگر اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔ ہسپانوی زبان میں ٹریکٹ وغیرہ شائع کرنے کی اجازت نہیں آنے والوں میں ایک ریلوے کے افسر بھی تھے۔ جو اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ کیتھولک ہیں۔ مگر ہر دو کتب پڑھ چکے ہیں۔ اور ہماری جماعت سے گہری ہمدردی رکھتے ہیں۔ وہ تین افراد نے گہری دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔ اور سلسلہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اتوار کے روز چھ بجے شام سے دس بجے رات تک یہ سلسلہ تبلیغ اور تبادلہ خیالات جاری رہتا ہے۔

دو ہسپانوی افراد کا قبول اسلام

ایک دوست جن کا نام العفونس ہے پادری بننے کے لئے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعد میں کیتھولک مذہب سے نفرت ہو گئی۔ اسلام کے متعلق پہلے سے دلچسپی رہی۔ قرآن کریم بھی پڑھا۔ مسلمانوں کی عبادت کے طریق اور رسم و رواج سے بہت متاثر ہوئے۔ سلسلہ کا لٹریچر پڑھ کر بیعت کا فارم پُر کر دیا ہے۔ خاکسار نے ان کا اسلامی نام ناصر احمد رکھا ہے۔ ۵ روپے ماہوار چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اب روزانہ نماز کا سبق لیتے ہیں۔ اور اسلام کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک دوست جن کے آباؤ اجداد غرناطہ کے رہنے والے ہیں۔ مشن ہاؤس میں تشریف لائے ان کے ہاتھ میں ایک پوٹلی سی تھی جس میں قرآن کریم باندھا ہوا تھا۔ کہنے لگے خدا تعالیٰ نے میری فریاد سن لی۔ مجھے حق سے آشنا کیا۔ اور آج اسلامی مشن میں آنے کی توفیق ملی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا مقدس اور مکمل کلام ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام اور اسلامی اصول کی فلاسفی مطالعہ کے لئے لے گئے۔ ان کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی خوشخبری سنائی۔ دو تین روز باقاعدہ آتے رہے۔ بیعت کرنے پر اصرار کیا اور کہا کہ میں گاؤں واپس جانا چاہتا ہوں۔ میرا باپ اچھا خاصا زمیندار ہے مگر میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے اس نے مجھے عاق کر دیا ہے۔ بذریعہ خط و کتابت مزید اسلامی معلومات حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں استقامت بخشے۔ اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ایک فیملی کے گھر جاکر تبلیغ

ایک پروفیسر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے گھر پر مجھے چائے پر مدعو کیا۔ آپ اپنے ایک لڑکے کو انگلینڈ میں اعلیٰ تعلیم دلوا رہے ہیں۔ وہ بھی میڈرڈ آئے ہوئے تھے۔ اسلام کا اقتصادی نظام اور اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھ چکے ہیں۔ رات کے بارہ بجے تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ وفات مسیح۔ نکاح کا مسئلہ۔ تردید الوہیت مسیح وغیرہ مسائل بیان کئے گئے۔ انہوں نے مشن ہاؤس میں آنے کا وعدہ کیا۔

پانچ ڈاکٹروں کو تبلیغ

ایک موقعہ پر پانچ چھ ڈاکٹروں کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ انہیں اسلامی اصول کی فلاسفی مطالعہ کے لئے دی۔ اور مسیح کشمیر میں کی دریافت بتائی۔ انہوں نے مشن ہاؤس آنے کا وعدہ کیا۔ اسی طرح ایک اور ڈاکٹر صاحب کو چند کتب مطالعہ کے لئے دیں۔ اور تبلیغ کی۔ انہوں نے بھی مشن ہاؤس آنے کا وعدہ کیا۔

میں نے اب نیا فلیٹ لیا ہے سامنے کے فلیٹ والوں کو بھی تبلیغ کی۔ انہوں نے اسلام کا اقتصادی نظام خریدا۔ دوم کے فلیٹ میں بھی تبلیغ کی۔ اور کتاب مطالعہ کے لئے دی۔ انہوں نے مزید باتیں سننے کا شوق ظاہر کیا۔ کئی ایک احباب کو احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اور سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا۔ اور مشن ہاؤس میں آنے کی دعوت دی۔ ایک روز تین کیتھولک بچوں اور ایک وکیل صاحب نے احمدیت کے متعلق دلچسپی سے سُنا۔ اور ایک ان میں اسلام کا اقتصادی نظام مطالعہ کے لئے لے گئے۔ نومسلم دوست اپنے بھائی کو بھی مشن ہاؤس میں لائے وہ بھی گہری دلچسپی لے رہے ہیں

تبلیغ کے متفرق مواقع

ایک روز ایک پارک میں دو خواتین کو تبلیغ کی۔ اور مشن ہاؤس میں آنے کی دعوت دی۔ ایک سفر میں چار افراد کو تبلیغ کی۔ اور مشن ہاؤس میں آنے کی دعوت دی۔ ایک روز ٹرام میں تبلیغ کا موقع نکل آیا۔ اور لوگوں میں ملاقاتی کارڈ تقسیم کئے ایک روز ایک نوجوان آئے۔ انہیں تبلیغ کی۔ ایک روز دو بھائی مشن ہاؤس میں آئے۔ اور اگلے روز اپنے ایک دوست کو ساتھ لے کر آئے ان سب کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ ایک اعلیٰ حاکم کو خط لکھا اور کتاب اسلام کا اقتصادی نظام بھجوائی۔

ایک دوست کا دلچسپ خط

ایک دوست زیر تبلیغ ہیں آخری خط میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اسلام کی سچائی کا مجھے پورا یقین ہو چکا ہے۔ اور اس کا بھی مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خود دنیا کی ہدایت کے سامان پیدا کرے گا۔ ورنہ مذہب انتہائی طور پر گمراہ ہو چکی ہے؟"

یہ ہسپانوی زبان میں قرآن کریم طلب کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ حکومت کی طرف سے اس ملک میں اسلامی لٹریچر شائع کرنے کی بالکل اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں ہدایت دے۔ آمین۔ اللّٰھم آمین۔ اسی طرح اور بھی متعدد تبلیغی خطوط لکھے۔ بعض خواتین کو میری اہلیہ نے بھی تبلیغ کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد اس ملک میں تبلیغی مشکلات کو دور فرمائے۔ اپنے فضل سے اس ملک میں مذہبی آزادی کے سامان بہم پہنچائے۔ اور اس قوم کو بھی سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل شدہ آسمانی ہدایت سے حصہ دے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا ان کو پتہ لگ جائے۔ اور یہ اسلام کی سچائی کے نور سے منور ہوں۔

آمین۔ اللّٰھم آمین

منقول

"مذہب اور اخلاقیات کی تعلیم"

سردار بیان سنگھ رکن کمیشن منصوبہ بندی پنجاب کے کالجوں کے اساتذہ کی کانفرنس میں اس کا انکشاف کیا کہ تیسرے پنجسالہ منصوبہ کے آغاز پر مدارس اور جامعات میں اخلاقیات کی تعلیم شروع کر دی جائے گی، طلبہ کو تمام مذاہب کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جائیں گی، تاکہ ایک دوسرے کے مقاصد سمجھ سکیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اخلاق و کردار کی اصلاح و تعمیر میں مذہبی و اخلاقی تعلیم کو بڑا دخل ہے اگلے وقتوں میں تو اصل تعلیم مذہب اور اخلاق ہی کی دی جاتی تھی۔

دیگر علوم و فنون کا درجہ ثانوی تھا لیکن صورت حال برعکس ہو گئی جو کچھ بھی غنیمت تھی۔ آزادی کے بعد سیکولر حکومت کے غلط تصور نے مذہب و اخلاق کی تعلیم پر بری طرح ضرب لگائی جس کے نتیجہ میں مذہبی و اخلاقی تعلیم کو مدارس و کلیات کے نصاب سے نہایت حقارت کے ساتھ خارج کر دیا گیا۔

جو لوگ مذہب و اخلاق کی تعلیم کی اہمیت سے واقف ہیں آج کئی برسوں سے برابر حکومت پر زور دے رہے ہیں کہ تعلیم کے اس لازمی ضروری جز کو شریک نصاب کیا جائے تقریباً مدت مدید کے بعد حکومت نے مدارس میں اخلاقیات و مذہب کی تعلیم شروع کرنیکا فیصلہ تو کیا، لیکن اسکی کیا صورت ہوگی۔ اس کی کوئی صراحت نہیں کی گئی۔ (ہماری ملت)

درخواست دعا

بندہ امسال منشی فاضل کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ درویشان قادیان اور احباب جماعت سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ از راہ کرم وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز کو محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ امتحان میں کامیاب فرمائے۔ اور اس امتحان کو آئندہ مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ

صلبی بیٹے محمود کی بجائے پسرِ خاص یا کوئی پوتا مصلح موعود نہیں ہو سکتا

لاہوری "اہل الرائے" حضرات کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ۔ قادیانی

(۴)

(۸) بشیر اول کو الہام میں مہمان کہا گیا ہے جس میں اس جگہ وفات کی طرف اشارہ کیا گیا تھا (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ یہ مہمان کا لفظ

"اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروزہ رہ کر جلد چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے"
(سبز اشتہار)

اور گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اس کا نام مہمان نہیں ہو سکتا۔

لیکن ایک دوسرے پہلو سے وہ بھی مہمان کہلا سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ مہمان قابلِ احترام اور سر آنکھوں پر بٹھانے کے قابل ہوتا ہے اور گھر میں سب کی نظریں اسی کی طرف لگی ہوتی ہیں۔ پس مصلح موعود بھی خاص طور پر قابلِ احترام ہونے کی وجہ سے مہمان کہلا سکتا ہے۔ اس طرح ان دونوں لڑکوں میں اس صفت میں بھی اشتراک پیدا ہو جاتا ہے۔

(۹) مصلح موعود کے متعلق ایک صفت یہ بھی آئی ہے کہ وہ خوبصورت ہوگا جیسا کہ انا نبشرک بغلام حسین کے الہام سے ظاہر ہے (تریاق القلوب صفحہ ۴۳) یہ صفت بشیر اول کے لئے بھی آئی ہے۔ چنانچہ الہام میں اس کے متعلق یہ الفاظ آئے ہیں

"خوبصورت پاک لڑکا تیرا مہمان آتا ہے" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پس اسے خوبصورتی میں مصلح موعود کے ساتھ خاص مشابہت ہے۔ اسی وجہ سے وہ اس کا شبیہ ہے

(۱۰) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے الہام میں مصلح موعود کا تعلق دوشنبہ سے بتایا گیا ہے۔ اسی طرح شاید میں مبارک کے عقیقہ کا تعلق بھی ایک دوشنبہ سے بیان کیا گیا ہے (تریاق القلوب صفحہ ۴۱)

(۱۱) مصلح موعود کو عمر پانے والا قرار دیا گیا ہے (سبز اشتہار) اور یعنی ناصر پوتے کے متعلق بھی اس کے اس نام میں یہ بشارت موجود ہے کہ وہ بھی عمر پانے والا ہوگا۔ بلکہ خدا نے آپ کے چاروں بیٹوں کو عمر پانے والا قرار دیا ہے لکھا ہے۔

"میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دونگا جو عمر پا دیں گے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸)

گویا عمر پانے میں تین بیٹوں اور ایک پوتے کو الہام نے شریک ٹھہرایا ہے۔ وہ عمر پانے والے ایک صورت میں محمود، بشیر، شریف تین بیٹے اور ایک خاص پوتا ہے۔

(۱۲) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء وہ سبز اشتہار میں مصلح موعود کا ایک نام فضل آیا ہے۔ دوسری طرف آپ کی پہلی بیوی سے ایک لڑکے کا نام بھی فضل گذر چکا تھا علاوہ اس کے ایک نئے الہام میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق بھی یہ صفت آئی ہے۔ چنانچہ ان سے متعلق الہام میں الفاظ آئے ہیں

"یدنی منک الفضل"

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو اس کا شبیہ قرار دیا تھا اور لکھا تھا

"یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا اور نیز یہ کہ شکل و شباہت میں فضل احمد سے جو دوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا" (تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

اور یہ صورت بھی ہے کہ حضرت میاں صاحب موصوف اس سابق فضل لڑکے کے ساتھ تو ظاہری شکل و شباہت میں شباہت رکھتے ہیں۔ لیکن باطنی طور پر مصلح موعود کے ساتھ انہیں خاص مناسبت ہے

(۱۳) آئینہ کمالات اسلام میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی صفت قمر الانبیاء آئی ہے۔ مگر انجام آتھم صفحہ ۱۸۲ والے الہام میں یہ صفت ان کے نام کے ساتھ موجود نہیں۔ اور بعد میں ۱۹۰۰ء میں اربعین صفحہ ۱۰۳ صفحہ ۳ پر ایک اور نئے الہام نے اس صفت کو مصلح موعود کی صفت مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء کے ساتھ لگا کر اس امر کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ مصلح موعود بھی قمر الانبیاء ہے۔ گویا حضرت میاں صاحب موصوف اور مصلح موعود دونوں اس صفت میں بھی اشتراک رکھتے ہیں۔

مصلح موعود کے قمر الانبیاء ہونے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار میں مصلح موعود کو ماہ یعنی قمر قرار دیا گیا ہے۔ اور وہ اشعار یہ ہیں۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

اصل قمر الانبیاء مصلح موعود ہے۔ ہاں اس صفت میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب اس کے مثیل ہیں۔ البتہ جہاں تقابل کی صورت ہو وہاں مصلح موعود شمس الانبیاء ہے۔ اور حضرت میاں صاحب موصوف قمر الانبیاء ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک شعر میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

دیئے تو نے مجھے یہ مہر و مہتاب
یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب

اس شعر میں آپ نے مصلح موعود کو مہر یعنی شمس اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو مہتاب یعنی چاند قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مہر و مہتاب کے ساتھ نجوم بھی ہونے لازمی ہیں۔ لہذا باقی اولاد نجوم یعنی ستارے ٹھہری گو ایک لحاظ سے سارے ہی شمس یا قمر یا نجوم ہیں۔ کیونکہ ان کی غرض و غایت ہدایت ہے۔ منہاج ۔ زینت اور روشنی ہے یہ سب اغراض ان سب سے متعلق ہیں۔ مگر امتیازی لحاظ سے شمس و قمر میں فرق ہے بہرحال جہاں اشتراک کا سوال ہوگا وہاں اصالتاً قمر الانبیاء مصلح موعود ہوگا اور بالواسطہ حضرت میاں صاحب موصوف جو کہ شمس الانبیاء کے واسطہ سے اپنا نور حاصل کرتے ہیں۔

مصلح موعود کے قمر الانبیاء ہونے کی طرف حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ الہامی شعر بھی اشارہ کر رہا ہے

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

یہ الہامی شعر مصلح موعود کی شان میں آیا ہے ۔ پس اصل میں مصلح موعود ہی قمر الانبیاء ہو سکتا ہے کیونکہ وہی فخر رسل قرار دیا گیا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب لڑکوں میں سے اس نے انبیاء کی عزت دنیا میں قائم کرنے کے لئے ایک خاص تحریک یوم پیشوایان مذاہب اور یوم سیرت النبی جاری کر رکھی ہے۔ اس وجہ سے جملہ انبیاء کو اس پر بجا ناز اور فخر ہو سکتا ہے۔

غرضیکہ حضرت میاں صاحب موصوف کو اس کے ۔۔ تو اس صفت میں مماثلت حاصل ہے۔ اور اس طرح دونوں قمر الانبیاء ہیں مصلح موعود اصالتاً اور حضرت میاں صاحب موصوف وساطتاً۔

(۱۴) جس طرح مذکورہ صفات میں آپ کے دیگر لڑکوں کو مصلح موعود کے ساتھ اشتراک ہے۔ اسی طرح پسرِ خاص یا کسی اور پوتے کو اس کے ساتھ حلم میں اشتراک و مناسبت و مشابہت حاصل ہو سکتی ہے صفت حلم کا ذکر ہر دو کے لئے آیا ہے

پس جس طرح بعض دیگر صفات میں دوسرے لڑکوں کو مصلح موعود کے ساتھ مماثلت ہے اور وہ بعض صفات میں اس کے ساتھ شریک ہیں مگر مصلح موعود نہیں اسی طرح پسرِ خاص یا پوتے کو بھی صفت حلم میں اس کے ساتھ اشتراک و مماثلت ہے اور وہ اس صفت میں اس کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس کو مصلح موعود ٹھہرایا گیا ہے۔ دنیا میں بعض لوگوں کو بعض دوسروں سے بعض صفات میں مماثلت و اشتراک ہوتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اصل اور اس کے مثیل ستے وجود الگ الگ نہیں۔ جو ٹھوکر ہمارے لاہوری "اہل الرائے" حضرات کو مصلح موعود کے متعلق لگی ہے۔ یہی ٹھوکر غیر احمدیوں کو بھی لگی ہے۔ انہوں نے مثیل مسیح کو اصل مسیح قرار دے لیا ہوا ہے۔ مگر لاہوریوں نے اشتراک صفات اور بعض امور میں مماثلت کی وجہ سے خاص بیٹے کی بجائے پوتے کو مصلح موعود سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ وہ دونوں جدا جدا ہیں۔

پس مصلح موعود کے ساتھ کسی لڑکے یا پوتے کا اشتراک صفات اسے مصلح موعود قرار نہیں دیتا ورنہ سبھی لڑکوں کو مصلح موعود قرار دے کر ایک ہی قرار دینا ہوگا یا سب کو الگ الگ مصلح موعود ماننا پڑے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں وہ اپنی ذات میں ایک ہی ہے اور دوسرے لڑکوں سے بالکل ممتاز ہے۔

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ اہل پیغام بعض صفات کے اشتراک کی وجہ سے باقی لڑکوں کو تو مصلح موعود قرار نہیں دیتے نہ وہ ان سب کو ایک ہی قرار دیتے ہیں۔ مگر کسی پوتے کو ایک صفت میں اس کے ساتھ اشتراک کی وجہ سے مصلح موعود قرار دے کر اصل مصلح موعود سے جو جامع جمیع صفات مذکورہ ہے منکر ہو رہے ہیں۔ اور اس کی بجائے کسی آئندہ ہونے والے پوتے کو مصلح موعود قرار دے رہے ہیں۔ کہاں ان کے لئے یہ بات سمجھنی دشوار ہے کہ مصلح موعود اپنی جگہ ہے دن کا حلیہ بتایا گیا ہے

اور پسر خامس یا کوئی پوتا اپنی جگہ پر کوئی بونا کسی صفت میں مصلح موعود کے ساتھ مماثلت رکھنے کی وجہ سے مصلح موعود قطعاً نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص جبکہ مصلح موعود کی دیگر صفات و شرائط اس میں مفقود ہوں۔ مصلح موعود کی شرائط کسی اور سے پوری ہونے کی کوئی صورت اب باقی نہیں رہتی۔ مقررہ نو سالہ اُٹل الہامی میعاد ۲۰ر مارچ ۱۸۹۵ء کو ختم ہو چکی ہے۔ اور بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدائش کا موقع بھی اب کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ بزا اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں بشیر ثانی یعنی مصلح موعود کی پیدائش کا زمانہ بشیر اول کے بعد بلا توقف واضح طور پر بتا دیا گیا تھا۔

اگر وہ اپنی میعاد مقررہ میں بلا توقف پیدا نہ ہو چکا تھا تو میعاد کے اختتام کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق یہ لکھ سکتے تھے کہ مصلح موعود کی پیدائش ابھی تک نہیں ہوئی۔ ممکن ہے کہ وہ کسی آئندہ زمانہ میں پیدا ہو۔ مگر آپ نے کہیں بھی ایسا تحریر نہیں فرمایا۔ ہاں محمود یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ ... نے بنصرہ العزیز کو بار بار اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا۔ جس کی تصدیق الہامی بشارت سے بھی ہو گئی۔

پس اس امر کا اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے کہ گو ان مذکورہ لڑکوں کو بعض صفات میں مصلح موعود کے ساتھ کسی قدر اشتراک حاصل ہے۔ مگر یہ اشتراک وجہ التباس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مصلح موعود کے لئے کئی ایک شرائط بیان کر دیئے گئے تھے۔ جو اسے دیگر لڑکوں سے آسانی سے ممتاز کر دیتے ہیں۔ ان شرائط کو ملحوظ رکھنے سے یہ مغالطہ نہیں لگ سکتا کہ ان میں سے کونسا لڑکا مصلح موعود ہے یا یہ کہ ان میں سے کوئی بھی مصلح موعود نہیں اور یہ کہ وہ آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے۔ نو سالہ الہامی میعاد اور بشیر اول کے بعد اس کی بلا توقف اور بلا فصل پیدائش کا تقرر سب شبہات و وساوس کا قلع قمع کرنے کے لئے کافی ہیں۔ یہ شرائط مصلح موعود کی تعیین کر کے اس کے متعلق حق الیقین پیدا کر دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اہل پیغام حضرات اپنی بحث میں ان شرائط کی طرف سے عمداً پہلو تہی اختیار کرتے ہیں۔ اور اپنی بحث میں ان امور کا ذکر تک نہیں آنے دیتے۔ پس مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی پوتا نہیں۔ بلکہ آپ کا وہ حقیقی و صلبی بیٹا ہے۔ جو ان مقررہ شرائط کے مطابق پیدا ہو چکا ہے۔ اس حقیقت کو پس پشت ڈال کر اس کے خلاف کچھ اور سمجھنا محض وہم یا تعصب اور کینہ کا نتیجہ ہے۔ اگر کوئی شخص ٹھنڈے دل سے مذکورہ بالا باتوں پر غور کرے تو اصل حقیقت کا پا لینا اس کے لئے نہایت ہی آسان ہے۔

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

مندرجہ ذیل عہدیداران ۳۰ر اپریل تک منظور کئے گئے ہیں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

سونگھڑہ

مبارک بدر الدین احمد صاحب امیر و سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ سونگھڑہ۔ معرفت کوٹھی ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک اڑیسہ

سید حسام الدین احمد صاحب نائب امیر و سیکرٹری رشد و اصلاح و ارشاد

سید محمود احمد صاحب۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت و تحریک جدید۔

سید ضیاء الدین صاحب سیکرٹری ضیافت

سید غلام محمد صاحب سیکرٹری وقف جدید۔

یادگیر

سیٹھ محمد عبد الحی صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر ضلع گلبرگہ میسور سٹیٹ

محمد اسمٰعیل صاحب غوری سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ

عبد الرؤف صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت

نعمت اللہ صاحب غوری سیکرٹری امور عامہ و خارجہ

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل سیکرٹری مال

محمد خواجہ صاحب غوری اسسٹنٹ سیکرٹری مال

سکندرآباد

الحاج حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد۔ الہ دین بلڈنگس آندھرا پردیش۔

سیٹھ غلام قادر صاحب شرق نائب امیر۔

سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سیکرٹری مال امور عامہ و خارجہ۔ دعوۃ و تبلیغ

حافظ صالح محمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی سیکرٹری تعلیم و تربیت

سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب ایم۔ اے سیکرٹری وصایا۔

سعید عمر صاحب کاچی گوڑہ

رانچی

خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رانچی۔ آشیانہ بہار۔

سید سجاد احمد صاحب ایم۔ اے سیکرٹری تعلیم و تربیت رانچی۔ "آشیانہ"۔ بہار

مولوی محمد ایوب صاحب اے ڈی ایم سیکرٹری وقف جدید۔

مظہر احمد صاحب پال سیکرٹری مال۔

ماسٹر نظام الدین صاحب ٹیلر سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ۔

مانکا گوڑا

مرزا شیر علی بیگ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مانکا گوڑا ضلع پوری اڑیسہ۔

عبد الحمید خان صاحب سیکرٹری مال۔

پینگاڈی

ایس۔ وی قمر الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پینگاڈی۔ کیرالہ سٹیٹ

ایم۔ ابراہیم صاحب وائس پریذیڈنٹ و امین

سی۔ ایچ۔ عبد اللطیف در صاحب جنرل سیکرٹری

پی۔ احمد صاحب۔ سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و آڈیٹر

سی۔ پی۔ علی کٹی صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت

ایم۔ زین الدین صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ و خارجہ۔

سی کنجی عبد اللہ صاحب سیکرٹری مال

ایم۔ ای عبد اللہ صاحب سیکرٹری ضیافت

ایم۔ ابراہیم کٹی صاحب سیکرٹری جائیداد۔

اے۔ محمود صاحب۔ سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید۔

پتہ پریم

سی۔ کے علوی صاحب پریذیڈنٹ و امین جماعت احمدیہ پتہ پریم۔ ڈاکخانہ ایڈونا۔ براستہ منجیری۔ ایس مالابار۔

کے۔ ٹی سیدی صاحب جنرل سیکرٹری

سی۔ محمد صاحب آڈیٹر۔

کالیکٹ

کے۔ اے محی الدین کویا صاحب پریذیڈنٹ و سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کالیکٹ ملک سٹریٹ کیرالہ سٹیٹ۔

کے۔ پی۔ عبد الرحیم صاحب جنرل سیکرٹری و سیکرٹری امور عامہ و خارجہ۔

ایم۔ ہیکے حسن کویا صاحب۔ سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ

ایم۔ علی کویا صاحب۔ سیکرٹری مال و امین۔

ٹی۔ علی صاحب۔ سیکرٹری ضیافت۔

اے۔ ایم حسن کویا صاحب سیکرٹری جائیداد

پی۔ پی عبد الرحیم صاحب سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید

کے۔ پی۔ آسکو صاحب آڈیٹر۔

مولوی اُنیس صاحب امام الصلوٰۃ کالیکٹ ویسٹ ملک سٹریٹ کیرالہ سٹیٹ

کرولائی

ٹی۔ کے کنجالان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرولائی براستہ نیلامبور ملاباد۔

کے۔ رائن علیاء صاحب جنرل سیکرٹری

دہلی

رحمت اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ نمبر ۱۵۲۰ متصل پٹودی ہاؤس دریا گنج دہلی

پروفیسر سید لئیق احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی سیکرٹری امور عامہ و خارجہ و مال

صوفی عبد الشکور صاحب امام الصلوٰۃ

صالح شبیبی صاحب۔ سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تعلیم و تربیت۔ نلیٹ ۵ خان مارکیٹ نیو دہلی۔

منگلور

ایم۔ کے یونس حسین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مسجد روڈ منگلور ۱ ایس کنارہ

کنجی احمد صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ

سید علی صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت

صدیق امیر علی صاحب سیکرٹری مال و امور عامہ و خارجہ مسجد روڈ منگلور ۱ ساؤتھ ایس کنارہ۔

کروناگاپلی

ایم۔ ابوبکر کنجو صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کروناگاپلی ضلع ٹریوانڈرم کیرالہ سٹیٹ۔

ایم۔ محمد یونس صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ وائس پریذیڈنٹ

پی۔ اے محمد کنجو صاحب جنرل سیکرٹری

ایم۔ علیار کنجو صاحب سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ

ایم۔ مبارک کنجو صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت و امین۔

کے۔ یو۔ محمد شمس الدین صاحب سیکرٹری مال۔

کے۔ پی کویا کٹی آشان صاحب سیکرٹری ضیافت۔

کے۔ علی کنجو صاحب۔ سیکرٹری تحریک جدید

وی۔ احمد کٹی صاحب۔ آڈیٹر۔

کلکتہ

مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ امیر جماعت احمدیہ کلکتہ انجمن احمدیہ ۱۶۲ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ ۱۷۔ تا قیام کلکتہ

درخواست دعا

برادرم محمد ادریس صاحب ابن احمد صاحب اور فاروق ایف ۔ کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مبشر احمد ربوہ

سکھوں کی شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا تبلیغی بجٹ

اور جماعت احمدیہ کی شاندار تبلیغی جدوجہد کا تذکرہ

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

حال ہی میں مشرقی پنجاب میں شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی میں ایک انقلاب آیا ہے۔ اور ماسٹر تارا سنگھ جی اس کی صدارت سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اس تبدیلی کے نتیجہ میں شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے نظام میں بہت بڑی تبدیلی آ گئی ہے اس وقت جو طبقہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی پر قابض ہوا ہے۔ اس میں سردار حکم سنگھ۔ سردار گیان سنگھ راڑیوالہ۔ اور گیانی کرتار سنگھ وغیرہ ایسے لوگ شامل ہیں۔ جو کبھی ماسٹر تارا سنگھ جی کے شرومنی اکالی دل کے روح رواں اور سکھ سیاست کا دماغ سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے ماسٹر جی کے خلاف متحدہ محاذ بنا لیا ہے۔ ان کی طرف سے گوردواروں کے انتظامی امور میں جو تبدیلیاں کی جا رہی ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا تبلیغی بجٹ جو ماسٹر تارا سنگھ کی صدارت میں صرف ایک لاکھ روپے سالانہ ہوا کرتا تھا۔ اب سات لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

اس بجٹ کو صحیح رنگ میں خرچ کرنے سے متعلق اہل علم اور اہل قلم سکھوں کی طرف سے جو تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ان میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد اور احمدی مبلغین کے شاندار کارناموں کو بطور مثال اور نمونہ کے پیش کیا گیا ہے۔

چنانچہ امرتسر سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ سکھ اخبار "خالصہ سماچار" نے اپنے ایک افتتاحیہ مقالہ میں اس امر پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"ਸ: ਅਮਰ ਸਿੰਘ ਜੀ ਦੁਸਾਂਝ ਨੇ ਇਕ ਲੇਖ ਵਿਚ ਇਹ ਦੱਸਿਆ ਸੀ ਕਿ ਕੇਵਲ ਮਿਰਜ਼ਾਈ ਮੁਸਲਮਾਨਾਂ ਨੇ ਹੀ ਕਿਵੇਂ ਸੰਸਾਰ ਦੇ ਲਗਭਗ ਹਰ ਦੇਸ਼ ਵਿਚ ਪ੍ਰਚਾਰਕ ਭੇਜ ਕੇ ਮਸਜਦਾਂ ਕਾਇਮ ਕਰ ਕੇ ਆਪਣੇ ਪੈਰ ਪੱਕੇ ਤੌਰ ਤੇ ਜਮਾ ਲਏ ਹਨ। ਅਮਰੀਕਾ ਵਰਗੇ ਦੇਸ਼ ਵਿਚ ਹੀ ਉਹਨਾਂ ਦੇ ੧੮ ਪ੍ਰਚਾਰ ਕੇਂਦਰ ਹਨ ਤੇ ਗੋਲਡ ਕੋਸਟ (ਅਫ਼ਰੀਕਾ) ਵਿਚ ਇਹ ਗਿਣਤੀ ੨੪੭ ਹੈ। ਹੋਰ ਲਿਟਰੇਚਰ ਤੋਂ ਛੁਟ ਉਹਨਾਂ ਦੇ ੪੪ ਅਖ਼ਬਾਰ ਵਿਦੇਸ਼ੀ ਬੋਲੀਆਂ ਵਿਚ ਪ੍ਰਕਾਸ਼ਤ ਹੋ ਰਹੇ ਹਨ। ਇਹ ਗੱਲ ਖ਼ਾਸ ਵੇਖਣ ਵਾਲੀ ਹੈ ਕਿ ਅਫ਼ਰੀਕਾ ਵਰਗੇ ਦੇਸ਼ਾਂ ਵਿਚ ਪ੍ਰਚਾਰ ਦਾ ਮੈਦਾਨ ਵਧੇਰੇ ਖੁਲ੍ਹਾ ਹੋਣ ਕਰ ਕੇ ਇਹ ਲੋਕ ਉਧਰ ਖ਼ਾਸ ਧਿਆਨ ਦੇ ਰਹੇ ਹਨ ਤੇ ਹੈਰਾਨ ਕਰ ਦੇਣ ਵਾਲੀ ਕਾਮਯਾਬੀ ਪ੍ਰਾਪਤ ਕਰ ਰਹੇ ਹਨ।"

{ਖ਼ਾਲਸਾ ਸਮਾਚਾਰ
{੨ ਅਪ੍ਰੈਲ ੧੯੫੯

یعنی

"سردار امر سنگھ جی دوسانجھ نے ایک مضمون میں بیان کیا تھا کہ صرف احمدی مسلمانوں نے ہی کس طرح دنیا کے تقریباً ہر ملک میں مبلغ بھیج کر اور مساجد قائم کر کے اپنے پاؤں مضبوط کر لئے ہیں۔ امریکہ ایسے ملک میں ان کے ۱۸ تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ اور گولڈ کوسٹ افریقہ میں یہ تعداد ۲۴۷ ہے۔ دوسرے لٹریچر کے علاوہ ان کے گیارہ اخبار غیر ملکی زبانوں میں شائع ہوتے ہیں یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے کہ افریقہ ایسے پسماندہ ملکوں میں تبلیغ کا میدان زیادہ وسیع ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اس طرف خاص توجہ دے رہے ہیں اور حیران کر دینے والی کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔"

خالصہ سماچار امرتسر
۲ر اپریل ۱۹۵۹ء

اس کے ساتھ ہی خالصہ سماچار کے فاضل ایڈیٹر نے سکھوں کو سکھ مذہب کی تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ تحریک کی ہے کہ:-

"ਗੁਰੂ ਦੀ ਸਿੱਖੀ ਲਈ ਕਾਰ ਵਿਹਾਰ ਕਰਦਿਆਂ ਕਰਾਂਦਿਆਂ ਹੀ .... ਸਿੱਖ ਧਰਮ ਦੇ ਮਿਸ਼ਨਰੀ ਬਣ ਜਾਣ ਦੀ ਪ੍ਰਤਗਿਆ ਕਰਨ; ਜਿਵੇਂ ਕਿ ਕਾਦਿਆ-ਨੀ ਮੁਸਲਮਾਨਾਂ ਦੇ ਕਾ-ਰਿੰਦੇ ਮੱਲਣ ਦੇਸ ਪ੍ਰਦੇਸ਼ ਵਿਚ ਕਰ ਰਹੇ ਹਨ।"

{ਖ਼ਾਲਸਾ ਸਮਾਚਾਰ
{੨ ਅਪ੍ਰੈਲ ੧੯੫੯

یعنی

"گوردوارہ سکھی کے لئے کار و بار کرتے کراتے ہی .... سکھ دھرم کے مشنری بھی بن جانے کا عہد کریں جس طرح کہ قادیانی مسلمانوں کے کار و بار کا حساب دیش پردیش میں کر رہے ہیں۔"

خالصہ سماچار امرتسر
۲ر اپریل ۱۹۵۹ء

احباب جماعت کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں اور تبلیغی کوششوں کو قبول فرما رہا ہے۔ اور اس کے خوشکن اور کامیاب نتائج کی دوسری اقوام بھی معترف ہو رہی ہیں۔ اور وہ اپنے مشنریوں کو احمدی مبلغین کی جدوجہد کے شاندار کارناموں کو نمونہ ٹھہرانے کی تحریک کر رہی ہیں۔

حقیقت میں یہ سب انعام خلافت کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی جماعت کو تبلیغی میدان میں وہ شاندار کامیابی بخشی ہے کہ آج دوسری قومیں بھی اس سے متاثر ہو رہی ہیں۔ اور اسے حیران کر دینے والی کامیابی قرار دے رہی ہیں۔

یوم مسیح موعود کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں احمدی جماعتوں کے جلسے

(۱) یاڑی پورہ

مورخہ ۲۲ر مارچ ۱۹۵۹ء کو جماعت احمدیہ یاڑی پورہ نے بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ کے صحن میں یوم مسیح موعود علیہ السلام کی تقریب میں زیر صدارت مکرم حکیم پیر غلام محمد صاحب جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جناب صدر صاحب نے افتتاحی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی پیشگوئی قرآن کریم اور حدیث سے تفصیل سے بیان کر کے حالات حاضرہ کے تقاضہ سے بھی ثابت کیا۔ کہ ایک مامور من اللہ کی سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عین وقت پر دعویٰ فرمایا اور ادیان باطلہ کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو کر دلائل و براہین کے وہ حربے مہیا کئے جنہیں استعمال کر کے جماعت احمدیہ بفضل اللہ تعالیٰ ہر جگہ کامیاب و کامران ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ حضور کی تائید میں زمینی اور آسمانی نشانات اس کثرت سے ظاہر ہوئے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آفتاب و ماہتاب نے گواہی دی اور مخالفین کے منہ بند کر دیئے۔ حضور علیہ السلام نے وہ فعال جماعت تیار کی اور خدمت دین کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کر کے دنیا کے کونہ کونہ میں پیغام حق پہنچا رہی ہے۔ اور مختصراً اشاعت اسلام کا لٹریچر تراجم قرآن کریم تعمیر مساجد وغیرہ وغیرہ پر تقریر ختم کی۔

بعد ازاں غلام محمد خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچ نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان سے اپنا تحریری مضمون پڑھ کر سنایا اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ثابت کی۔ ان کے بعد منشی رحمت اللہ خاں صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نشانات بیان کئے۔

بتلایا کہ عین وقت پر آپ کی بعثت ہوئی۔ اس کے بعد شام کے چار بجے دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

مورخہ ۲۷ر ۳ر ۵۹ء کو پھر مسجد احمدیہ یاڑی پورہ کے صحن میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام بعد نماز جمعہ منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم حکیم غلام محمد صاحب نے کی اور صداقت مسیح موعود از روئے قرآن کریم و احادیث اور اس کی تائید میں زمینی و آسمانی نشانات پر تقاریر جناب صدر صاحب نے۔ غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچ خواجہ غلام نبی صاحب نے فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں ابھی تک کسی نے ایسا بلند مقام حاصل نہیں کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل ہیں۔ چار بجے شام کو بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(۲) کالیکٹ

جماعت احمدیہ کالیکٹ نے مورخہ ۲۳ر ۵ر ۵۹ء کو یوم مسیح موعود علیہ السلام منایا۔ احمدیہ دار التبلیغ زیر صدارت مولوی ابوالوفا صاحب ۱/۲ ۹ بجے جلسہ کی کارروائی ہوئی۔ مکرم ایم کے حسن کویا صاحب کے پی عبد الکریم صاحب۔ مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مولوی محمد ابوالوفا صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقاریر کیں۔ اور بعد دعا جلسہ ۱/۲ ۱۱ بجے بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

(۳) آسنور

مورخہ ۲۳ر ۳ر ۵۹ء کو جماعت احمدیہ آسنور نے یوم حضرت مسیح الموعود علیہ السلام منایا اور مسجد احمدیہ آسنور میں زیر صدارت مولوی عبد الواحد صاحب جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم سید یاسین شاہ صاحب

منقولات

ماسکو کے امام نے کہا

روسی سفارت خانہ کے خبر نامہ میں "مسجد ماسکو کے امام سے انٹرویو" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ روس کے مسلمان اپنے مذہبی احکام پر عمل کرنے میں پوری طرح آزاد ہیں۔ اور اس کی شہادت مسجد ماسکو کے امام صاحب نے دی ہے۔ خبر نامہ میں مذکور ہے کہ "ہمارے نامہ نگار نے مسجد ماسکو کے امام اور سویت یونین کے یورپی حصہ نیز سائبیریا کے مسلم بورڈ کے رکن خطیب قمر الدین صالح سے درخواست کی کہ وہ ہمارے قارئین کو بتائیں کہ سویت یونین کے مسلمان عید کس طرح مناتے ہیں"۔ غریب امام کی مجال ہی کیا تھی کہ وہ اس ارشاد کی تعمیل نہ فرماتے اور قارئین کو نہ بتاتے کہ سویت یونین کے مسلمان کس طرح عید مناتے ہیں، قابل رحم ہیں ہمارے مسجد ماسکو کے امام! اگو یم مشکل نہ گویم مشکل آخر انہیں بتانا ہی پڑا کہ "ماہ رمضان المبارک میں سویت یونین کی تمام مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور خاص طور سے تراویح کی جماعتوں میں تو بہت سے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں نمازی امام کے خطبوں کو بڑی توجہ سے سنتے ہیں۔ ان خطبوں میں روزوں کی ابتداء اور ان کی اہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ کہ ہماری شریعت کے احکام کے مطابق ہر شہری پر فرض ہے کہ وہ اپنی مادر وطن کی بہبود کے لئے دیانت داری کے ساتھ محنت کرے، اپنے خاندان کی دیکھ بھال کرے اور قوموں کے درمیان اخوت اور دوستی کو مضبوط کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے"۔ یہ ساری باتیں جو غریب امام کے منہ سے اگلوائی گئی ہیں اپنی جگہ درست ہیں۔ لیکن حرف مطلب کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔ ان سرکاری اماموں کو رکھا ہی اس لئے گیا ہے کہ وہ باہر کی دنیا کے لئے شو دوا لے کا کام دیں اور باور کرائیں کہ روس میں۔۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ بالکل خیریت ہے۔

چنانچہ امام صاحب کی زبان سے جو حرف مطلب ادا کرایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ "۔آخر میں امام مسجد ماسکو نے ماسکو کے مسلمانوں کی جانب سے سویت ریاست کا شکریہ ادا کیا جس نے شروع ہی سے اس امر کو تسلیم کیا کہ مسلمانوں کو بھی ملک کے دوسرے شہریوں کے برابر حقوق حاصل ہیں۔ اور انہیں مذہبی رسوم اور قومی ریت رواج برتنے کی پوری آزادی دی ہے" قابل رحم مسجد ماسکو کے امام! اور زبان بلاغت نظام سویت یونین کی مدح سرائی میں کبھی نہ تھکنے والی! یعنے امام صاحب سے اس لئے انٹرویو لیا گیا کہ وہ اپنی زبان مبارک سے اس بات کا اعلان کر دیں کہ روس کے تمام مسلمانوں کو مذہبی احکام پر عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے اور دشمنوں کا یہ پروپیگنڈا غلط کہ روس . . . . کے مسلمان مجبور ہیں اور انہیں مذہب و خیالات کی آزادی حاصل نہیں ہے۔

چونکہ امام صاحب نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے۔ کہ روس کے مسلمان، عید کس طرح مناتے ہیں، اس لئے کوئی شخص ان ہی سے علیحدگی میں پوچھے کہ ہر سال روزوں کے خلاف کون پروپیگنڈا کرتا ہے کون کہتا ہے۔ کہ روزہ توہم پرستی اور دقیانوسیت ہے اور روس کا مسلمان کسان روزہ کی حالت میں نصف کام کر کے قومی معیشت کو نقصان پہنچاتا ہے؟ روسی حکام نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کون لوگ روزہ دار ہیں یہ ترکیب نکالی ہے کہ وہ اپنے دفتروں میں مسلمان ملازموں کو بلاتے ہیں اور شربت سے انکی تواضع فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شربت پینے سے انکار کرتا ہے تو اس کا نام لکھ لیا جاتا ہے اور پھر اس پر عتاب نازل ہوتا ہے۔ کیا مسجد ماسکو کے امام صاحب کو یہ باتیں معلوم نہیں؟ اگر ان کا یہ بیان صحیح ہے کہ روسی مسلمان اپنے مذہبی احکام پر عمل کرنے میں آزاد ہیں تو کیا اس آزادی کا مطلب یہ ہے کہ سویت یونین کے ریڈیو اسٹیشنوں سے اسلام کے خلاف مسلسل پروپیگنڈا ہوتا رہے؟ اور نوجوانوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ مذہب کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو تیز کریں اور لوگوں کو مذہب اور روحانیت کی برائیاں بتائیں؟ ریڈیو کی نشریات تو عام طور پر ساری دنیا میں سنی جا سکتی ہیں۔ اور ان کے بعد تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ روس کو بدنام کرنے کے لئے اسے مذہب دشمن قرار دیا جا رہا ہے؟ کتنا بڑا ظلم ہے کہ روس نے اپنی صفائی کے لئے چند اماموں کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں۔ لیکن ہم امام صاحب کی باتوں کو مانیں یا نشریات کو جن میں روز و شب، اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے؟ ہمیں مسجد ماسکو کے غریب امام سے ہمدردی ہے وہ روس کی صفائی میں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اس سے فوراً ثابت ہو جاتا ہے کہ صفائی کا مطلب کیا ہے اور غریب امام کو بیان دینے کی زحمت کیوں دی گئی ہے۔ غریب امام! مسجد ماسکو کے بھولے اور مجبور امام! تاڑنے والے بھی غضب کی نگاہ رکھتے ہیں۔ (الجمعیۃ دہلی ۱۴ ۴/ ۵۹)

لائف آف محمد صلے اللہ علیہ وسلم انگریزی چھپ کر تیار ہو گئی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح انگریزی مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ چھپ کر تیار ہو گئی ہے یہ ۲۳۲ صفحات کی کتابی سائز پر چھاپی گئی ہے۔ اس کے نادر آرٹ پیپر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی فوٹو ہے۔ اور کتاب مجلد ہے اوپر موٹے کاغذ کا غلاف (cover) ہے۔

اس کی قیمت برائے نام مبلغ تین روپے رکھی گئی ہے۔ جو احباب یا جماعتیں قیمتیں پیشگی بھیجیں گی ان سے محصول ڈاک نہیں لیا جائے گا۔ دس سے زیادہ نسخے خریدنے والے دوستوں کو معقول کمیشن دی جائے گی۔

تعلیم یافتہ، سنجیدہ اور با اثر غیر مسلم دوستوں کو تبلیغ کرنے کے لئے یہ ایک بہترین تصنیف ہے۔ کہ جس کو پڑھ کر غیر بھی متاثر ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر خود بھی فائدہ اٹھائیں لائبریریوں میں رکھوائیں اور غیر مسلم دوستوں کو تحفہ دیں کر عند اللہ ماجور ہوں اس کی آمد سے پھر یہی کتاب طبع کئے جانے کا پروگرام ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ایک نئی انجیل کی دریافت

نیو یارک ۲۲ مارچ۔ پیرس یونیورسٹی کے استاد شعبہ مسیحیت قدیم، ڈاکٹر اسکر کل مین نے یہاں آج اپنے بیان میں کہا کہ بالائی مصر میں، لکسر سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر بعض کاشتکاروں کو ۱۹۴۶ء میں انجیل (Gospel) کا جو قلمی نسخہ مل گیا اس کا پورا نام "سینٹ ٹامس کی انجیل" ہے۔ اس میں یسوع مسیح کے ۱۱۴ مقولے درج ہیں۔ جن میں اکثر بالکل نئے ہیں۔ ماہرین فن کے لئے یہ نسخہ بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ رسالہ قبطی زبان میں لکھے ہوئے ان اہم رسالوں میں سے ہے جو دریافت تو پہلے ہو چکے تھے لیکن اس کے مضامین و مطالب کا علم اب پہلی بار ہوا ہے"۔ (رپورٹ)

نئی نئی انجیلوں کی دریافت کا سلسلہ تقریباً ۲ ہزار سال گذر جانے پر اب تک قائم ہے۔ اور مسیحیت کی ابتدائی صدیوں میں جتنی انجیلیں مل چکیں، ان کا تو کوئی حساب ہی نہیں! چار مشہور و متعارف انجیلیں جو ہیں، یہ تو اس سارے ذخیرے کو مسترد کر کے مستند قرار دی گئی ہیں ___ کوئی نسبت بھی استناد و محفوظیت کے معیار سے انجیلوں کے ذخیرے کو قرآن سے ہے! کیا قرآن بھی کوئی دو سرے، سو پچاس نہیں دس بیس کی بھی تعداد میں کوئی . . . . . . اور دریافت ہوئے ہیں؟ کوئی ایک بھی دوسرا قرآن کہیں مل سکتا ہے؟ انجیلیں جتنی بھی ہیں، سب حضرت مسیح کے ملفوظات و سوانح ہی کے دعوے دار ہیں اور اس لحاظ سے وہ ہمارے یہاں کی صرف کتب حدیث و سیر کی ہم سطح ہو سکتی ہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے ایسی کتابوں کو قرآن مجید کے مقابل پر لانا۔ (صدق جدید لکھنؤ ۱۰ ۴/ ۵۹)

دودھ کی پیداوار میں کمی

لوک سبھا میں وزارت خوراک کے مطالبات زر پر بحث کرتے ہوئے سیٹھ گوبند داس نے اس بات کی شکایت کی کہ مویشیوں کا دودھ کم ہو گیا ہے۔ اس کے جواب میں وزیر مملکت خوراک پنجاب راؤ دیش مکھ نے کہا کہ دودھ کی مقدار میں اضافہ بہت مشکل ہے کیونکہ بوڑھے اور بیمار مویشیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ یعنی وزیر زراعت یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ صحت مند مویشیوں کا چارہ بیمار اور بوڑھے مویشی کھا جاتے ہیں اور تندرست مویشیوں کو پوری خوراک نہیں ملتی اس لئے دودھ کی مقدار کم ہو رہی ہے ایسی حالت میں اضافہ ہو تو کیونکر ہو؟ گویا ریاضی کے اعتبار سے ٹیڑھا سوال ہے بوڑھے اور بیمار مویشیوں کو ختم کرنا بھی مشکل ہے اور دودھ کی مقدار میں اضافہ بھی محال، لیکن یہ بات اطمینان بخش ہے کہ دودھ نہ سہی بوڑھے اور بیمار مویشیوں میں تو اضافہ ہو ہی رہا ہے؟ (الجمعیۃ دہلی ۱۰ ۴/ ۵۹)

ہبلی میں یوم مسیح موعود

جماعت احمدیہ ہبلی نے یوم مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۲۲ ۳/ ۵۹ کو منایا۔ اور شام کو ۹ بجے زیر صدارت جناب عوض میاں صاحب جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم جناب ابو العطائی صاحب مرزئی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی اور آپ کی پیشگوئیاں پوری ہونے کے دلائل پیش کئے۔ اس کے بعد مکرم حکیم عبد الرحمن صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش آپ کی تعلیم اور ماموریت کے متعلق آپ کا الہام "دنیا میں ایک نذیر آیا" پیش کر کے آپ کے دعاوی مسیح موعود مہدی معہود . . .

تحریکِ جدید کی اہمیت کے متعلق معلوم رہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے

فرمایا:-

(۱) "تم جانتے ہو کہ تمہیں کس کی آواز بلا رہی ہے۔ میری نہیں۔ کسی اور انسان کی نہیں۔ کسی اور لیڈر کی نہیں بلکہ عرش پر بیٹھے ہوئے خدا نے ایک آواز بلند کی ہے۔ تمہیں پیدا کرنے والا تمہارا رب اپنے دین کی قربانی کے لئے تمہیں بلاتا ہے۔ اور آپ نے اس خدا کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنے اوپر فرض کر لیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اتنی قربانی کروں گا۔ پس آپ اپنے فرض کو ادا کریں"

(۲) "یاد رہے کہ خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے والوں کے نام ہمیشہ زندہ رہیں گے"

(۳) "مرتے وقت کوئی انسان اپنے مال ساتھ نہیں لے جائے گا بلکہ ہماری قربانیاں اور ہمارے چندے ہمارے ساتھ جائیں گے"

(۴) "اللہ تعالےٰ کے بندے جو اس کی راہ میں قربانیاں کرتے ہیں ان کو ہم نے آج تک کبھی مٹتے نہیں دیکھا۔ جبکہ ان کی قربانیاں انتہا کو پہنچ جاتی ہیں تو بسا اوقات اللہ تعالےٰ ان کی جسمانی نسلوں کی حفاظت کرتا ہے"

(۵) "یہ طوعی چندہ ہے جس کو تم اپنے اوپر فرض کر لیتے ہو۔ خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:- ان العھد کان مسئولاً۔ جو تم اقرار کرتے ہو اسے یہ مت سمجھو کہ یہ نفلی ہے۔ وہ فرض ہے اور قیامت کے دن یہ سوال کیا جائے گا کہ تم نے وہ وعدہ پورا کیوں نہیں کیا"

تحریکِ جدید کے مالی سال کا نصف گذر چکا ہے پس ایسے احباب جو کسی غفلت یا معذوری کی وجہ سے اس وقت تک اپنا وعدہ سو فی صدی ادا نہیں کر سکے وہ اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں۔ اگر آپ کوشش فرمائیں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کی مدد فرمائے گا لہٰذا آپ آج سے ہی کوشش فرمائیں۔ کہ آپ کا وعدہ ۳۰ر جون تک سو فی صدی ادا ہو جائے تا اس تاریخ کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش ہونے والی دوسری دفتری فہرست میں آپ کا نام بھی شامل ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

چندہ وقفِ جدید

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں بذریعہ اخبار بدر و بذریعہ صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندیہ اطلاع پہنچائی گئی ہے۔ کہ وقفِ جدید کا نیا سال یکم جنوری ۱۹۵۹ء سے شروع ہو چکا ہے اس لئے احباب جلد اپنے وعدہ جات گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ بھجوائیں۔ لیکن تا حال بہت سے افراد اور جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا احباب کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ جلد وعدہ جات ارسال فرمائیں۔ امید ہے کہ احباب اپنے فرض کو جلد پورا کریں گے اور مزید یاد دہانی کی ضرورت نہ ہوگی۔

۲- احباب اور جماعتوں کی طرف سے جو چندہ وصول ہو رہا ہے اس کی تفصیل ساتھ دفتر ہذا کو نہیں بھجوائی جا رہی۔ حالانکہ اس کے متعلق کئی مرتبہ درخواست کی گئی ہے۔ اس لئے اب پھر گذارش کی جاتی ہے کہ تفصیل ضرور بھجوائی جائے۔ تاکہ احباب کے حساب میں اندراج کرکے ریکارڈ درست کیا جاتا رہے۔ تفصیل میں احباب کے نام اور بقایا یا وعدہ سال مد ان کا اندراج ضرور ہونا چاہیئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

دلائی لامہ کا ناشتہ اور کھانا

انڈے، مرغ، مچھلی بکرے کا گوشت

تیج پور - ۱۹ر اپریل۔ دلائی لامہ نے کل صبح جو ناشتہ کیا اس میں کارن فلیکس ٹوسٹ۔ انڈے۔ مٹھی اور پھل ڈبل روٹی کھانے کے بعد چائے اور کافی شامل تھی دوپہر کا کھانا انہوں نے ریل گاڑی میں کھایا۔ اس میں تازہ مچھلی مرغ کا شوربہ ... بکرے کا گوشت۔ سبزیاں وغیرہ پلاؤ، دال پاپڑ اور چٹنی شامل تھے اس کے علاوہ انہوں نے آم کی آئس کریم رس بھگے اور کافی بھی لی۔

سکھوں کا جتھہ ننکانہ صاحب کو

۱۹ر اپریل۔ امرتسر، دہلی اور دوسرے مقامات کے ۹۴ سرکردہ سکھوں کا ایک جتھہ جس کی قیادت گورمکھ سنگھ مسافر ایم پی کریں گے دو روزہ دورہ پر ننکانہ صاحب کی زیارت کے لئے پاکستان جا رہا ہے۔

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال

——— (از $\frac{۴}{۵۹}$ ۱۹ — تا — $\frac{۵}{۵۹}$ ۸) ———

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدے داران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ پروگرام کے مطابق از $\frac{۴}{۵۹}$ ۱۹ تا $\frac{۵}{۵۹}$ ۸ بغرض معائنہ حسابات وصولی چندہ جات دورہ کر رہے ہیں عہدے داران جماعت ہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں گے

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
۱	قادیان	$\frac{۴}{۵۹}$ ۱۹	شاہجہانپور	$\frac{۴}{۵۹}$ ۲۱	۳ یوم	مع اودھے پور کٹیا
۲	شاہجہانپور	۲۵	کانپور	۲۵	۱ "	
۳	کانپور	۲۶	مظفر پور	۲۷	۱ "	
۴	مظفر پور	۲۸	بھاگلپور	۲۹	۲ "	بمع مہیڑہ پورہ
۵	بھاگلپور	$\frac{۵}{۵۹}$ ۱	خانپور ملکی	$\frac{۵}{۵۹}$ ۱	۲ "	
۶	خانپور ملکی	۴	بلاری	۴	۱ "	
۷	بلاری	۵	مونگھیر	۶	۱ "	
۸	مونگھیر	۷	کلکتہ	۸	۱ "	
۹	کلکتہ	۱۵	برائے اڑیسہ	—	—	

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اپریل ۱۹۵۹ء سے ختم ہے

خ ۱۴۰۳ مکرمی محمد اسحٰق صاحب نامپلی سٹیشن حیدرآباد - دکن ۲۲ر اپریل ۱۹۵۹ء
خ ۱۱۷۱ " اے۔ این۔ اے حفیظ صاحب سٹاکہولم - ہالینڈ ۲۸ر " "
خ ۱۵۳۵ " ایم یوسف صاحب ٹانگانیکا افریقہ ۲۸ر " "
خ ۱۵۴۵ " حکیم محمود الرحمٰن خاں صاحب حیدرآباد - دکن ۲۸ر " "
خ ۱۳۳۵ " عبد الغنی صاحب سانگھڑ (سندھ) پاکستان ۲۸ر " "
خ ۱۵۱۲ " ماسٹر شمس الدین صاحب ثانی - کٹک بنگال ۲۸ر " "
خ ۱۲۹۳ " مظہر احمد صاحب پال رانچی بہار ۲۸ر " "
خ ۱۲۴۲ " سید صمصام الدین احمد صاحب " " ۲۸ر " "
خ ۱۰۳۶ " ڈاکٹر ایم رفیع اللہ صاحب فیض آباد یوپی ۲۸ر " "
خ ۱۲۸۵ " حافظ محمد شمیم صاحب بہار شریف بہار ۲۸ر " "
خ ۱۴۳۷ " شریف احمد صاحب آرہ " ۲۸ر " "
خ ۱۲۳۷ " قاضی سید حسین صاحب کنڈری دکن ۲۸ر " "
خ ۱۸۲۹ " ڈاکٹر عبد المجید صاحب قلات (بلوچستان) پاکستان ۲۸ر " "
خ ۱۸۲۷ " شبیر احمد صاحب نیو دہلی — ۲۸ر " "
" انچارج صاحب احمدیہ لائبریری لاہور پاکستان ۲۸ر " "

ادائیگی زکوٰۃ

تزکیۂ نفس اور اموال بڑھانے کا مجرب نسخہ ہے

پانچ ارکان اسلام میں سے ایک اہم فریضہ ادائیگی زکوٰۃ بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ اے رسول مسلمانوں سے زکوٰۃ لے کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی ان کے نفوس کی طہارت و تزکیہ کا باعث ہوگی۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے وما آتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون۔ جو زکوٰۃ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دو گے تو ایسے لوگوں کے اموال زکوٰۃ دینے کی وجہ سے بڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ کے معنی تزکیہ نفوس کے بھی ہیں اور مال کی بڑھوتی و زیادتی کے بھی ہیں۔

اس کی مثال اس پھلدار درخت کی سی ہے جس کی بعض شاخوں کو تراشنے سے پھلوں میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ درخت کی نئی شاخیں نکل کر اس کے پھل میں اضافے کا باعث بن جاتی ہیں۔ اگر جملہ احباب جماعت اپنے اموال کا جائزہ لیں تو ہر گھر سے بفضلہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس اہم فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دی

خبریں

نئی دہلی ۱۸ر اپریل۔ مرکزی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے اس کی پُر زور تردید کی ہے کہ حکومت ہند نے دلائی لامہ کو چانے کے لئے سازش کی۔ ڈیلی ٹیلی گراف لندن نے اس سلسلہ میں خبر شائع کی تھی جس میں کہا تھا کہ حکومت ہند نے دلائی لامہ کے لہاسہ سے فرار کے لئے سازش کی اور پلان بنایا۔ اس ترجمان نے کہا ہے کہ دلائی لامہ کے لہاسہ سے فرار ہونے اور تبت میں سفر کرنے ہوئے [illegible] کے سلسلہ میں حکومت ہند کو کچھ پیشگی علم نہ تھا۔ اس وقت حکومت ہند اور دلائی لامہ کے درمیان کوئی رابطہ ہی نہیں تھا۔ بلکہ حکومت ہند کو معلوم بھی نہیں تھا کہ دلائی لامہ لہاسہ چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اوجانا (سنگرور) ۲۰ر اپریل۔ اچاریہ ونوبا بھاوے نے اپنی پد یاترا کے آٹھ سال پورے کر لئے۔ آج ہی کے دن ۱۹۵۱ء میں وہ تلنگانہ کے ایک مقام پوچمپلی سے اپنی پیدل یاترا پر روانہ ہوئے تھے۔ موصوف اب تک پورے ہندوستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ صرف کشمیر ہماچل پردیش آسام اور منی پور کا دورہ باقی رہ گیا ہے۔ ان کی پد یاترا کے نویں [illegible] اب تک کشمیر کے علاوہ اڑیسہ کا [illegible] ہوا ہے۔ امید ہے کہ واپسی میں [illegible] پردیش کے علاقہ چنبل کا ضرور دورہ کریں گے۔

پیکنگ ۱۸ر اپریل وزیر اعظم چین مسٹر چو این لائی نے آج یہاں پر چین کی دوسری [illegible] کانگریس کے کھلے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے پھر اس بات کو دہرایا کہ دلائی لامہ باغیوں کے دباؤ میں آکر تبت سے چلے گئے ہیں۔ اور توقع ہے کہ وہ جلد ہی تبت لوٹ آئیں گے۔ اور باغیوں کے دباؤ سے خود کو آزاد کرا لیں گے۔

واشنگٹن ۱۸ر اپریل۔ صدر امریکہ مسٹر آئزن ہاور نے آج یہاں پر اعلان کیا۔ کہ مسٹر کرسچن ہرٹر کو مسٹر ڈلس کی بجائے امریکہ کا وزیر خارجہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ مسٹر ڈلس نے علالت کے باعث اس عہدہ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

پٹنہ ۱۸ر اپریل۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ سنیا مڑھی میں جو ضلع مظفر پور کا ایک سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ جگل رام نومی کے موقعہ پر زبردست فرقہ وارانہ فساد ہو گیا۔ صورت حال پر قابو پانے کے لئے شام سے صبح تک کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے اور مسلح پولیس شہر اور اس کے نواحی علاقوں میں گشت کر رہی ہے۔ فساد میں ۹ اشخاص ہلاک اور سو سے زیادہ مجروح ہوئے۔

معلوم ہوا ہے کہ فساد سے قبل فرقہ پرستوں نے افواہ پھیلا دی تھی کہ مسلمانوں نے گائے ذبح کی ہے۔ میڈیکل اسٹاف امداد پٹنہ کے علاوہ دربھنگہ سے بھی پہنچائی گئی ہیں۔

بہار کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر سری کرشن سنہا نے اس فساد کی سخت مذمت کی ہے۔ وہ آج صبح بذریعہ ہوائی جہاز پٹنہ سے سنیا مڑھی پہونچ گئے۔ تاکہ صورت حالات کا خود اندازہ لگا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ فساد کے لئے ذمہ دار ہیں انہیں سخت سزائیں دی جائیں گی۔ بہار کے انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر ایس۔ پی ورما بھی سنیا مڑھی پہونچ گئے ہیں۔

نئی دہلی ۲۰ر اپریل۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج راجیہ سبھا میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ بھارت کی ساری مشرقی سرحد کی حفاظت کا کام پولیس کی بجائے اب فوج کے ہاتھوں میں دیدیا گیا ہے اور اب سرحد پر جو پولیس یا دوسری جمعیت متعینات ہے وہ فوج کے مجموعی کنٹرول اور ہدایات کے تحت کام کرتی ہے۔

نئی دہلی ۲۰ر اپریل۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج راجیہ سبھا میں تبت کی صورت حال اور دلائی لامہ کی بھارت میں آمد کے متعلق متعدد سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اعلان کیا کہ دلائی لامہ کو بھارت میں اپنی دھارمک سرگرمیاں جاری رکھنے کی پوری آزادی ہوگی مگر انہیں سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہ ہوگی کیونکہ ایک ملک کی سرزمین سے کسی دوسرے ملک کے خلاف سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ نے کمیونسٹ چین کی طرف سے بھارتی سرحدی شہر کالمپونگ کو تبت کی بغاوت کا ہیڈ کوارٹر مرکز ٹھہرانے کا الزام بار بار دہرائے جانے کے متعلق کہا۔ میرا خیال ہے کہ کالمپونگ سے کمیونسٹ چین کے جاسوس اور ایجنٹ ہی اسے یہ رپورٹیں بھیج رہے ہیں۔ کہ کالمپونگ اس بغاوت کا مرکز رہا ہے۔

ہانگ کانگ ۲۰ر اپریل۔ پیکن کے اخبارات اور ریڈیو نے مسوری میں دلائی لامہ کے ساتھ وزیر اعظم شری نہرو کی ہونے والی ملاقات کو بغیر رائے زنی براڈ کاسٹ کیا ہے۔ کمیونسٹ حکمران حلقوں میں تبت میں چینی فوجی کارروائی کے متعلق ہندوستانی پبلک کے زبردست ردعمل سے بھاری تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ پیکن سے جو اخبارات یہاں آتے ہیں ان سے اس بھاری خدشے کا اظہار ہوتا ہے کہ اگر کمیونسٹ چین بھارت کی دوستی کھو بیٹھا تو وہ ایشیا سے بالکل الگ تھلگ رہ جائے گا۔ کیونکہ ہندوستان جنوب مشرقی ایشیا میں بھاری اہمیت رکھتا ہے۔ اور غیر جانبدار طاقتوں کا سب سے زیادہ بارسوخ ممبر ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں دلائی لامہ کو سیاسی پناہ کے مسئلہ پر پیکن میں بھاری تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ مگر نہ تو اخبارات اور نہ ریڈیو نے کسی بات کا اظہار کیا ہے۔ خیال ہے کہ چین کی سپریم سٹیٹ کانفرنس میں جو حال ہی ماؤزے تنگ نے بڑی تعداد کو بلائی تھی۔ ہندوستان اور چین کے درمیان تعلقات پر سنجیدگی سے غور کیا گیا ہوگا۔ مبصرین کی رائے ہے کہ تبت کے واقعات کے باوجود ہندوستان و چین کے تعلقات بظاہر پہلے کی طرح رہیں گے۔ مگر پالیسیوں میں اختلاف کی وجہ سے دونوں کے درمیان خلا پیدا ہو گیا ہے۔

سلی گڑی ۲۰ر اپریل معتبر ذرائع سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ چینی سرکار نے تبت کی راجدھانی لہاسہ میں ۲ ہزار فوجی تعینات کر دیئے ہیں جو لہاسہ اور فوجی بیرکوں کی ۵۰ ہزار افراد کی آبادی کی کڑی نگرانی کر رہے ہیں۔

جناب گورنر صاحب پنجاب کی قادیان میں آمد

اور قرآن کریم کے تحفہ کی پیشکش

انگریزی جریدہ انڈین ایکسپریس دہلی مورخہ ۱۳ اپریل ۵۹ء رقمطراز ہے کہ:-

"موضع گوکھووال سے جناب گورنر صاحب پنجاب قادیان پہنچے۔ جو احمدیہ مسلم جماعت کا مذہبی مرکز ہے۔ قادیان میں ان کی خدمت میں خوش آمدید کہنے کے لئے سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ یہ سپاسنامہ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے پیش کیا۔ اس موقعہ پر جناب گورنر صاحب کو احمدیہ جماعت کی مقدس مرکزی مساجد کی زیارت کرائی گئی۔ اور ان کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی کا ایک نسخہ اور دیگر مذہبی لٹریچر پیش کیا گیا۔"

Indian Express Delhi
dated 13 4/59